مصلح ملت، خطیب اہل سنت علامہ نظیر احمد رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کی حیات و خدمات کا ایک حسین مرقع

تذکار نظیر

تالیف

مولانا غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی

صراط پبلیکیشنز
siraatpublications@gmail.com

آئینۂ تذکار تطہیر

۲۰۲۱ء

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروسؔ فاروقی

مونیاں شریف، ضلع گجرات

کیوں نہ ہو شفاف مثل آئینہ — حضرت نازش کی یہ تحریر ہے
مصلح ملت کا ہے یہ تذکرہ — ذکر جن کا موجب توقیر ہے
ہے یہ حق دار ادب کا احترام — لائق تشہیر کی تشہیر ہے
مرحبا جلوہ ہے رنگ و نور کا — مرحبا تنویر ہی تنویر ہے
تشنگان سال پوچھیں گے جو سال — ہم کہیں گے حوضۂ تطہیر ہے

قطع لکھا خاطر صابرؔ عروسؔ
حکم صابرؔ عین حکم پیر ہے

فہرست

عناوین	صفحہ
عرض حال	۹
تقریظ جلیل	۱۳
حرف تحسین	۱۵
تقدیم: حضرت علامہ عبد المبین نعمانی مصباحی	۲۱
باب اول: شخصیت، خدمات، احوال اور اوصاف	۴۳
نام ونسب	۴۶
ولادت باسعادت	۴۶
خاندانی پس منظر	۴۷
تعلیم وتربیت	۴۹
ممتاز اساتذۂ کرام	۵۰
زمانۂ طالب علمی کے کچھ سبق آموز واقعات	۵۱
تدریسی خدمات	۵۲
ارشد تلامذہ	۵۳
بیعت وخلافت	۵۳

تبلیغی خدمات	۵۵
اوصاف جمیلہ	۵۶
عجز وانکساری	۵۶
ایفاے عہد	۵۹
بدمذہبوں سے بے رغبتی	۶۰
یکساں برتاؤ	۶۰
نماز کی پابندی	۶۱
ذوق تلاوت	۶۴
دین کے کاموں میں اخلاص	۶۴
معمولات زندگی	۶۶
باب دوم: تصنیفات	۶۹
باب سوم: ملفوظات وارشادات	۷۹
باب چہارم: مصلح ملت علماء ومشائخ کی نظر میں	۸۵
شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ	۹۰
تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ	۹۰
اشرف الفقہاء مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ	۹۱
رفیق ملت حضرت الشاہ سید نجیب حیدر میاں برکاتی مارہروی	۹۱

بحر العرفان مفتی محمد آفاق احمد مجددی علیہ الرحمہ	۹۳
محقق رضویات سید صابر حسین شاہ بخاری قادری	۹۳
محقق دوراں حضرت علامہ مفتی اشتیاق القادری	۹۵
حضرت علامہ مفتی قاسم نعیمی	۹۶
مولانا انصار احمد مصباحی نعیمی	۹۷
معمار ملت حضرت علامہ یونس چشتی	۹۸
حضرت علامہ مفتی مولانا خبیب القادری	۹۸
حضرت مولانا عارف رضا نعیمی	۹۹
مولانا محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی	۹۹
مولانا ابو دجانہ آفاقی مجددی	۱۰۱
مولانا محمد نفیس احمد رضوی مصباحی	۱۰۴
مولانا توحید احمد خاں رضوی	۱۰۹
مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی	۱۱۱
مولانا نور محمد قادری	۱۱۴
مولانا فرید احمد خاں فردین رضوی	۱۱۷
مولانا محمد شاہد القادری	۱۲۱
مولانا سید غلام جیلانی مصباحی ازہری	۱۲۲
حضرت مولانا توصیف رضا مصباحی	۱۲۵

مولانا محمد سلیم خان	۱۲۵
باب پنجم: منظومات	۱۲۹
منظوم تعارف تصانیف مصلح ملت	۱۳۱
اعلیٰ رنگ ہے تطہیر کا	۱۳۶
تطہیر ملت آپ ہیں	۱۳۸
تاب تخیل	۱۴۰
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں	۱۴۲
تطہیر ملت کا	۱۴۶
ضمیمہ: تذکار تطہیر پر علماء کے تاثرات	۱۴۹

شرف انتساب

بندہ ہیچ مداں اپنی اس اولیں کتابی کاوش کو حضور مصلح ملت دام اقبالہ کے جد امجد قدوۃ الاتقیا، سند الاولیا، حضرت لطف اللہ شاہ قادری پیلی بھیتی قدس سرہ اور آپ کے مرشد گرامی شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضرت علامہ الشاہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں المعروف سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ جیسی پاک باز ہستیوں کی طرف منسوب و معنون کرتا ہے۔ جن کے علمی و روحانی فیضان اور نگاہ التفات نے آپ کو جلوۂ صدر رنگ اور مقبول الانام شخصیت بنادیا۔

گر قبول افتد، زہے عز و شرف

فقیر نازش

مدنی، مراد آبادی

خادم التدریس: جامعۃ المدینہ ،ہبلی ،کرناٹک،ہند

عرض حال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

1442ھ/2020ء کی تعطیل کلاں کے وہ کیا ہی حسین وجمیل لمحات تھے جب بندہ بارگاہِ رضا میں حاضری کے لیے بیتاب ہوا۔ رمضان المبارک میں تو باعثِ مصروفیات حاضری میسر نہ ہوسکی۔ البتہ بعد از عید الفطر بارگاہِ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ میں حاضری کے لیے فقیر روانہ ہوا۔ آپ کے مزار پر انوار پر حاضری دی، فاتحہ پڑھی، دل کے ارمان نکالے، آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور ایمان کو حلاوت اور تازگی ملی۔

واپسی پر حضور مصلح ملت، خطیب اہل سنت، حضرت علامہ مولانا مفتی تطہیر احمد رضوی دام اقبالہ کے آبائی گاؤں جاکر آپ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ آپ سے فقیر کی یہ ملاقات نہایت یادگار رہی۔ اس ملاقات میں حضرت کے تعلق سے جو نقوش ذہن ودماغ میں ثبت ہوئے۔ گھر آکر ان کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنا شروع کیا تو ایک مضمون کی شکل بن گئی۔ پھر اس کو حضرت کے متعلقین کے پاس ارسال کیا۔ تو ان تمام احباب نے فرمایا: کہ حضرت کی گرامی قدر شخصیت کے حوالہ سے یہ مختصر مضمون

وافی و کافی نہیں ہے۔ لہذا اس کو مزید پھیلایا جائے تاکہ آپ کی حیات و خدمات کے حوالے سے تمام ضروری باتیں مفصل طور پر یکجا ہو جائیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تشنگی نہ رہے۔

"رحمت حق بہانہ می جوید" بندے نے حضرت مصلح ملت دامت برکاتہم العالیہ کے احوال و آثار پر مزید مواد جمع کرنا شروع کیا تو الحمدللہ آپ کے حوالے سے آپ کی زندگی میں ایک کتاب کی ترتیب و تدوین پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی۔ اس طرح **تذکارِ تطہیر** کے نام سے ایک مختصر مگر جامع کتاب بن گئی۔ کتاب کی ترتیب و تدوین کا جب آغاز کیا تو اس سلسلہ میں استاد گرامی حضرت علامہ مفتی گلریز مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ کا حضور مصلح ملت کے حوالے سے لکھا گیا مضمون میرے لیے مشعل راہ ثابت ہوا۔ اس سے کافی مدد حاصل ہوئی۔ اسی طرح مرکز تجلیات مارہرہ مطہرہ سے شائع ہونے والے سالنامہ "اہل سنت کی آواز" کا خصوصی شمارہ "خلفائے خاندان برکات" سے حضرت مصلح ملت کی خود نوشت سوانح سے بھی بھرپور استفادہ کیا۔ ناظم رضوی اور حضرت کے خادم خاص حضرت قاری اقبال رضوی صاحب نے بھی کافی مواد کی فراہمی کی۔ جزاھم اللہ خیرا کثیرا کثیرا۔

حدیث پاک میں ہے: "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" یعنی جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اپنے رب کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔ اس لیے فقیر اپنے ان تمام کرم فرماؤں کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہے جنھوں نے اس کتاب کی جمع و ترتیب میں فقیر کی کسی طرح کی بھی معاونت فرمائی۔

سب سے پہلے فقیر شکریہ ادا کرتا ہے اپنے انتہائی کرم فرما، محسن گرامی، یادگار اسلاف، مبلغ اسلام، رئیس المصنفین حضرت علامہ الشاہ مفتی عبدالمبین نعمانی قادری (سربراہِ اعلیٰ دار العلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو، یوپی) کا کہ جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر انتہائی جاں فشانی کے ساتھ ایک جامع اور مفصل تقدیم اپنے قلم حق رقم سے تحریر فرمائی۔

اس کے بعد بے حد شکریے کے لائق ہیں حضور صاحبزادۂ والا شان محقق رضویات، محافظ ناموس رسالت، پیر طریقت، رہبر ملت، فضیلۃ الشیخ حضرت علامہ الشاہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب پاکستان) کہ آپ نے بھی ایک وقیع و وسیع تاثراتی تحریر لکھ کتاب کے حسن کو دوبالا کیا۔ اسی طرح کرم بالائے کرم آپ نے یہ کیا کہ اپنے عزیز ساتھی شاعر اہل سنت حضرت صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی (مونیاں شریف، ضلع گجرات، پنجاب، پاکستان) سے تاریخی قطعہ لکھوا کر محبتوں کی سوغات پیش کی۔

اسی طرح ممنون و مشکور ہوں برادر مصلح ملت، ماہر درسیات، حضرت علامہ مولانا تنظیف احمد بریلوی اطال اللہ بقاہ کا کہ آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود کتاب کی مکمل پروف ریڈنگ کی۔ اور ایک جامع اور مختصر تقریظ رقم فرمائی۔ اسی طرح اس مقام پر اپنے ان دو محسنوں کو فراموش کرنا انتہائی جفا ہوگی کہ جنہوں نے کرم فرما کر اپنے منظوم تاثرات سے شاد کام فرمایا۔ میری مراد ہیں خلیفہ و تلمیذ مفتی نانپارہ، مفتی باکردار، حضرت علامہ مفتی مشتاق احمد عزیزی قادری امجدی مدظلہ (استاد و مفتی جامعہ اہل سنت صادق العلوم ناسک، مہاراشٹر) اور تاج الشعرا، حضرت علامہ سلمان فریدی

مصباحی (خطیب وامام: نوری مسجد مسقط، عمان)

آخر میں ممنون ومشکور ہوں اس کام کے اصل محرک حضرت مولانا حسان رضا راعینی زید مجدہ اور ناظم رضوی بریلوی سلمہ کا، جو فقیر کے ساتھ شانہ بشانہ کھڑے رہے۔ اور جمع وترتیب کا کام بطریق احسن کرتے رہے۔ اللہ جل وعلا ان تمام کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وأصحابہ اجمعین۔

ناچیز محمد

نازش مدنی، مرادآبادی

نزیل حال: منماڑ

ریلوے اسٹیشن

مؤرخہ : 30ربیع الاول 1443ھ/6نومبر 2021ء

تقریظ جلیل

مولانا تنظیف احمد رضوی مصباحی

ناظم تعلیمات جامعہ رضویہ برکات العلوم، سہسوان

ساکن قصبہ دھونرہ ،ٹانڈہ ،ضلع بریلی شریف

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سیدنا

ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

أمّا بعد!

اخی المعظم ،استاذی المکرم ،مصلح ملت ، حضرت علامہ مولانا مفتی تطہیر احمد صاحب رضوی برکاتی بلا شبہ اہل ایمان پر اللہ عزوجل کی رحمت ہیں۔ غلبۂ نفسانیت کے اس پر فتن دور میں اسلام وسنیت کے فروغ اور قوم کی صلاح وفلاح کا جو جذبہ اللہ رب العزت نے آپ میں ودیعت کیا ہے اس کی مثال شاذ ونادر ہی نظر آئے گی۔ دین سے دوری اور بدعات وخرافات کی اندھیریوں میں سنت وشریعت کا اجالا پھیلانے میں آپ کی سعی پیہم اور جہد مسلسل اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنے جلا رہا ہے
یہ مرد درویش جس کو حق نے دیا ہے انداز خسروانہ

حضرت کے عقیدت کیشوں میں ایک جواں سال باصلاحیت عالم دین، حضرت مولانا غلام سبحانی نازش مدنی، مرادآبادی صاحب نے حضرت کی حیات و خدمات پر مشتمل کتاب مسمّٰی بہ **تذکار تطہیر** ترتیب دی ہے۔ نظر ثانی کی فرمائش پر بالاستیعاب مطالعے کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا موصوف نے میری دلی خواہش کو بغیر کسی گزارش کے پورا کر دیا ہے۔ جس کے لیے آپ میری اور تمام محبین کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں۔ امید ہے حقائق پر مبنی یہ کتاب اخلاف کے لیے حضرت مصلح کے تعلق سے سنگ میل ثابت ہوگی۔ رب کریم جزائے خیر عطا فرمائے اور مزید زور قلم اور قوت فکر سے نوازے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

حرف تحسین

علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الأمین

صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغ انجمن افروز تھی

اس دنیائے آب وگل میں خالقِ کائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر بھیجا۔ ان میں سب سے افضل انبیاء کرام علیہم السلام ہیں۔ پھر ان میں افضل ترین ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کا اختتام فرمادیا۔ آپ پر آخری آسمانی کتاب قرآن کریم نازل فرما کر دین اسلام کو مکمل فرمادیا۔ آپ کے بعد صحابۂ کبار و اہل بیت اطہار پھر تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ اب سلف صالحین کے ذریعے تاقیامت اسلام کی تبلیغ واشاعت جاری وساری رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے

امت مسلمہ میں گوناگوں عظیم المرتبت شخصیات پیدا فرمائی ہیں۔ کچھ شخصیات ایسی بھی ہوتی ہیں جنہیں مبدأ فیض بچپن ہی سے علم وقلم کی صلاحیتوں سے نواز دیتا ہے۔

سرزمین اولیاء وعلماء مراد آباد سے فراست حسین بن رئیس لالہ کے ایک فرزند ارجمند غلام سبحانی ہیں جنہیں قلمی نام نازش مدنی سے شہرت عام حاصل ہوئی ہے۔ آپ 20 رمضان المبارک 1419ھ مطابق 6 جنوری 1999ء بروز بدھ کو بھنگواں، بھگت پور، ضلع مرادآباد میں پیدا ہوئے۔

ابتدائی تعلیم وتربیت اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ مدرسہ دارالعلوم گلشنِ محمدی بھگت پور سے ناظرہ قرآن کریم مکمل کیا۔ دارالعلوم اہل سنت گلشنِ اسلام کنورا، باز پور، اتر کھنڈ سے درجہ اعدادیہ مکمل کیا۔ جامعہ المدینہ فیضانِ عطار، ناگ پور سے درجہ اولیٰ، جامعۃ المدینہ فیضان عطار، نیپال سے ثانیہ، جامعہ المدینہ فیضانِ اولیاء، احمد آباد سے درجہ ثالثہ، جامعہ فیضانِ عطار، نیپال سے درجہ رابعہ، جامعہ نوریہ رضویہ بریلی شریف سے درجہ خامسہ سے لے کر موقوف علیہ تک تعلیم مکمل کی اور صد سالہ عرس رضوی کے یادگار زریں موقع پر دستار عالمیت سے نوازے گئے۔ 1441ھ/2020ء میں جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار ناگ پور سے درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ ابھی تخصص فی الفقہ اور علم الکلام کورس کے مراحل عبور کرنے میں منہمک ہیں۔ اللھم زد فزد۔

آپ کے مشاہیر اساتذہ کرام میں یادگار اسلاف استاذ الحفاظ والعلماء مولانا حافظ سعید سلامی عرف چھوٹے حافظ جی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا خلیل عطاری المدنی رحمۃ

اللہ علیہ، علامہ مفتی نوازش المدنی زید مجدہ، علامہ افروز اسحاقی زید مجدہ، علامہ مفتی شہید عالم رضوی بریلوی زید مجدہ، علامہ مفتی حنیف خاں رضوی بریلوی زید مجدہ، علامہ مفتی رفیق عالم رضوی مصباحی زید مجدہ، علامہ مفتی عبد الحلیم چشتی زید مجدہ، علامہ صوفی عبد السلام حشمتی زید مجدہ، علامہ مفتی شفیق مصباحی زید مجدہ اور مولانا حسین مصباحی زید مجدہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں امیر اہل سنت علامہ ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہیں۔ تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان قادری بریلوی ازہری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی دامت برکاتہم کے طالب ہیں۔ ماشاءاللہ بچپن ہی سے آپ کو ذوقِ مطالعہ وتحقیق تھا۔ صرف بائیس سال کی عمر ہی میں علوم اسلامیہ کی تکمیل اور قلم وقرطاس سے گہری وابستگی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ھذا من فضل ربی۔

ہمارے دینی مدارس میں بہت کم ہی ایسے افراد تیار ہو کر نکلتے ہیں جو علم وعمل اور قلم وقرطاس سے گہرا شغف رکھتے ہوں۔ ہمارا خود ایک برخوردار ایسا نکلا جس نے دینی مدارس میں نو دس سال لگا کر سند فراغت حاصل کی۔ لیکن کسی مسجد، مدرسے میں فرائض سرانجام دینے یا مطالعہ وتحقیق میں سرگرم رہنے کی بجائے اس نے ”اوراق مقدسہ“ کے شعبے کو ترجیح دے کر ہماری امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اوراق مقدسہ کے شعبے میں کام کرنے کے لیے عالم فاضل ہونا ضروری نہیں ہے۔ یہ کام تو ایک ان پڑھ

شخص کے حوالے بھی کر دیا جائے تو وہ احسن انداز میں سرانجام دے گا۔ دینی مدارس سے سند فراغت حاصل کر کے عالم فاضل بننے کا تقاضا ہے کہ وہ مساجد اور مدارس میں اپنے فرائض سرانجام دے۔ اور مطالعہ و تحقیق میں سرگرم رہ کر جہاد بالقلم کے محاذ پر اپنے قلم کی جولانیاں دکھائے۔

الحمدللہ مولانا نازش مدنی زید مجدہ زمانۂ طالب علمی ہی سے مطالعہ و تحقیق میں سرگرم ہیں۔ اب تک مختلف موضوعات پر ساٹھ سے زائد مضامین و مقالات ان کے نوک قلم سے ترتیب پا چکے ہیں۔ باضابطہ دو کتابیں بھی لکھ چکے ہیں۔ ان میں سے ''اثبات معمولات اہل سنت'' اور دوسری ''ملفوظات مفتی اعظم راجستھان'' ہے۔

سوشل میڈیا پر بھی احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ **نازشیات** کے نام سے فیس بک پر آپ کا مستقل کالم جاری و ساری ہے جس میں نہایت مثبت افکار و نظریات قارئین کی نذر کیے جا رہے ہی۔ اللّٰھم زد فزد۔

مولانا نازش مدنی زید مجدہ جذبۂ اسلاف شناسی سے سرشار ہیں۔ اسی جذبۂ صادق کے تحت آپ نے مصلح قوم و ملت حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی تطہیر احمد رضوی بریلوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ (پ: 1378ھ/1958ء) کی حیات و خدمات پر قلم اٹھایا ہے۔

عجب چیز ہے لذت آشنائی

آپ نے اپنے والد گرامی فراست ملت حضرت مولانا فراست حسین لطیفی صاحب زید مجدہ سے مصلح قوم و ملت دامت برکاتہم العالیہ کے زہد و تقویٰ اور اخلاق و

کردار اور ان کی تصنیفات کا تذکرۂ جمیل کچھ ایسے حسین پیرائے میں سنا کہ آپ نے ارادہ فرمالیا کہ اس بزرگ عالم دین کی زیارت وملاقات ضرور کرنی ہے۔ چنانچہ امسال عید الفطر کی تعطیلات کے حسین موقع پر حضرت مصلح قوم وملت دامت برکاتہم العالیہ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ ان کی سیر ہوکر زیارت وملاقات کی۔

اور اسی دن سے آپ کی حیات وخدمات پر کام کا آغاز کردیا۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ سے رابطے کئے، ملاقاتیں کیں اور معلومات جمع کرتے رہے۔ آپ کی تصانیف حاصل کیں اور ان کا حاصل مطالعہ بھی صفحہ قرطاس پر منتقل کرتے رہے۔ الحمدللہ یوں آپ ایک نابغۂ روزگار شخصیت کا تذکرۂ جمیل ترتیب دینے میں کامیاب و کامران ہو گئے۔ نہایت ہی قلیل عرصے میں آپ ساحل مراد تک پہنچ گئے۔ آپ نے ”تذکارِ تطہیر“ کے عنوان سے نہایت وقیع اور جامع کتاب تیار فرمادی ہے۔

فاضل تذکرہ نگار مولانا نازش مدنی، مرادآبادی صاحب زید مجدہ نے آپ کی حیات وخدمات پر قلم اٹھایا۔ اور نہایت ہی احسن انداز میں مختصر مگر جامع کتاب مرتب فرمائی ہے۔ آپ نے مختلف عنوانات قائم فرماکر آپ کی تاب ناک حیات وخدمات کے نقوش سلک مروارید کی طرح کتابی صورت میں یکجا فرمادیے ہیں۔ آپ کا انداز تحریر محققانہ اور مؤرخانہ مگر عام فہم اور آسان ہے۔ آپ نے آپ کی داستان حیات کو نہایت ہی دل چسپ پیرائے میں صفحۂ قرطاس پر منتقل فرمایا ہے۔ قاری جب پڑھنا شروع کرتا ہے تو کتاب ختم کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اس کتاب کو صراط پبلکیشنز کے پلاٹ فارم سے شائع کر کے عام کیا جارہا ہے۔ اب راقم قاری اور کتاب کے درمیان مزید حائل نہیں ہوتا۔ قارئین کرام اسے پڑھیں تو اس کے مصنف کو اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے مولانا نازش مدنی، مرادآبادی صاحب زید مجدہ کے علم و قلم میں مزید جولانیاں، روانیاں، تابانیاں، فراوانیاں اور آسانیاں عطا فرمائے۔ اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین، ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وأصحابہ وأزواجہ وذریتہ وأولیاء أمتہ وعلماء ملتہ أجمعین۔

تقدیم

از قلم:

مبلغ اسلام ،یادگار اسلاف

حضرت علامہ الشاہ مفتی عبد المبین نعمانی قادری دام ظلہ

سربراہ اعلیٰ دار العلوم قادریہ، چریاکوٹ، ضلع مئو ،یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رحمۃ للعالمین خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ أجمعین إلی یوم الدین۔

علماء وصلحاء اور مرشدین ومصلحین کی حیات وخدمات کو اجاگر کرنا، قوم کو ان کی طرف متوجہ کرنا، ان کے فیضان علمی وعملی کو عام کرنا ایک بڑا پاکیزہ عمل اور لائق تحسین فکر ہے۔ عزیزی مولانا نازش مدنی، مرادآبادی بڑی نادر سوچ کے مالک ہیں۔ نوجوانی کی عمر میں انہوں نے بڑے اچھے اچھے کام کر ڈالے ہیں۔ معمولاتِ اہل سنت پر بھی لکھا۔ پھر مفتی اعظم راجستھان حضرت علامہ مولانا مفتی اشفاق حسین نعیمی علیہ الرحمہ کے ملفوظات کو بڑی محنت سے جمع کیا۔

اس کے بعد ان کی جدوجہد نے ایک نیا رخ اختیار کیا۔ اور ''ملفوظات اکابر اہل سنت'' جیسا جاں کاہ اور جان جوکھم میں ڈالنے کا کام بھی اپنے فتراک کا نخچیر بنایا جو کہ ایک ضخیم وعظیم پروگرام ہے۔ اب انہوں نے مصلح ملت، خطیب اہل سنت، حضرت مولانا تطہیر احمد رضوی مصباحی بریلوی حفظہ اللہ کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ بلکہ تحریری شکل میں بہت کچھ کر کے صفحات قرطاس کے حوالے بھی کر دیا ہے۔

مولانا تطہیر احمد بریلوی دام اقبالہ کو میں دور طالب علمی سے دیکھ رہا ہوں۔ اس دور میں بھی یہ بڑی عمدہ اور پر سوز نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ خوش آواز اور نغمہ طراز تو بہت ہوتے ہیں۔ مگر دلوں میں اترنے والا انداز نعت خوانی یہ مولانا موصوف کا حصہ تھا، اور ہے۔ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے فراغت کے بعد دورانِ تدریس ہی آپ نے خطابت کے جوہر بھی دکھانے شروع کر دیے۔ اور پھر جلد ہی قرطاس و قلم کی دنیا میں بھی قدم رکھ دیا۔ اور ایک اچھے قلم کار اور واعظانہ و مخلصانہ رنگ کے مصنف بھی بن کر ابھرے۔ اور ڈھیر ساری کتابیں لکھ کر آندھی طوفان کی طرح دنیائے اہل سنت میں چھا گئے۔

آج ان کی کتابوں کی مانگ اس قدر ہے کہ شاید ہی کوئی مکتبہ ہو جہاں ان کی کتابیں دستیاب نہ ہوں۔ اب آپ نے عام اجازت دے دی ہے کہ جو بھی سنی مکتبہ ان کی کتابیں شائع کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اور ''جملہ حقوق محفوظ'' کا سسٹم آپ نے نہیں رکھا۔ یہ بھی آپ کا ایک بڑا اور مخلصانہ کارنامہ ہے۔ آپ کی کتابیں ''دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے'' کا مصداق ہیں۔ آپ کی تحریریں پڑھیے تو اکتاہٹ نہیں محسوس ہوتی۔ پڑھیے اور پڑھتے چلے جائیے۔ یہ خصوصیت بہت کم کتابوں کو حاصل ہے۔ جب کہ آپ کی زبان سادہ، عام فہم، بہت فصیح و بلیغ اور لفاظی سے پاک ہے۔ یہ آپ کی بے ریا فکر، مخلصانہ سوچ اور للّٰہیت کا نتیجہ ہے۔

بعض اہل علم کا کہنا یہ ہے کہ بات صاف ستھرے اور سادے انداز میں کہنا ہی اصل ادب ہے۔ لفظوں کی بھرمار اور گاڑھے الفاظ و جمل کا نام ادب نہیں۔ اس

میں اپنی بھی وقت گزاری ہے قارئین کی بھی۔ہاں جو لوگ کام دھام سے خالی اور رنگین مزاج ہوتے ہیں وہی دوسرے قسم کے ادب کے دل دادہ ہوتے ہیں۔ جب کہ اول درجے کا ادب ''از دل خیزد بر دل ریزد'' کی سچی تصویر ہوتا ہے۔اور مفید اور دل آویز بھی۔

چنانچہ مولانا تطہیر احمد رضوی کی تحریر اسی طرز کی آئینہ دار ہے۔ان کی نظر مقصد و معنی پر ہوتی ہے۔ بام و در کے گلدستوں پر نہیں۔امت میں پھیلی خرابیوں اور غلط رسوم کی اصلاح آپ کے قلم کا اولین مقصد ہوتا ہے۔اور اس میں کافی حد تک مولانا کامیاب نظر آتے ہیں۔کم پڑھے لکھے اور کمزور اردو داں طبقے کے لیے آپ کی کتابیں بڑی کار آمد ہیں۔ضرورت ہے کہ ان کی کتابوں کو اور عام کیا جائے۔گھر گھر پہنچایا جائے تاکہ معاشرے میں انقلاب واصلاح کا عمل مزید تیز ہو۔معاشرے اور سماج میں پھیلی ہوئی گندگیاں دور ہوں۔اور عوام میں پھیلی غلط فہمیاں بھی اپنا راستہ لیں۔

مولانا کی تحریر ہو یا تقریر ہر ایک میں درد و سوز بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اصلاح کی تڑپ پورے شباب پر ہوتی ہے۔ایسے مصنف اور مقرر ڈھونڈنے سے ملیں گے۔ اس لیے ان کی شخصیت ہمارے لیے ایک بڑا ہی قیمتی سرمایہ ہے۔ ہمیں ان کی حوصلہ افزائی اور کام کی ستائش کے لیے بہت کچھ کرنا اور سوچنا چاہیے۔اچھے عالم، اچھے واعظ، اچھے مصنف اور مخلص بہت مشکل سے ملا کرتے ہیں۔

مولانا صرف واعظ و مقرر ہی نہیں ذی استعداد اور باعمل عالم دین بھی ہیں۔

نماز کی پابندی اور اصلاح امت کی فکر کا اندازہ اس سے بھی لگا سکتے ہیں کہ آپ رات بھر کے جلسوں کے قائل نہیں جس کی وجہ سے اکثر نماز کے پابند سامعین بھی فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں۔ اس لیے آپ ہمیشہ اپنی تقریر کا وقت دس، گیارہ بجے تک رکھتے ہیں۔ اور دن کا جلسہ ہو تو اس کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ فرمایا: ''میں ممبئی کے جلسوں کے لیے اس وجہ سے وقت دے دیتا ہوں کہ یہاں دس ساڑھے دس بجے رات تک ہی جلسے کا پرمیشن ملتا ہے۔ مقرر چاہے جتنا بڑا ہو اسے اس کی پابندی کرنی پڑتی ہے۔''

آپ نمازوں کے سخت پابند ہیں۔ سفر ہو یا حضر نماز قضا ہونے نہیں دیتے۔ ایسا نہیں کرتے کہ آسانی ہو تو پڑھ لی اور ذرا بھی پریشانی سامنے آئی چھوڑ بیٹھے۔ جیسا کے عام طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

آپ کی جملہ تصانیف گوناں گوں افادیت رکھتی ہیں۔ لیکن یہ تین کتابیں بہت ہی لاجواب اور نہایت درجہ مفید ہیں:

(۱) غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح

(۲) امام اور مقتدی

(۳) حدیثوں کی روشنی

ایک اور کتاب ہے ''آؤ دین پر چلیں'' یہ بھی بڑے کام کی کتاب ہے۔ جو 74 عنوان پر روشنی ڈالتی ہے۔ ان میں سے چند یہاں پیش کیے جاتے ہیں۔ جن سے کتاب کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے:

- دین دار بننا زیادہ مشکل نہیں
- دین والا کبھی ہار میں نہیں رہتا
- کام شیطانی اور مثال بزرگوں کی
- دینی مدارس کے طلبہ اور مولویوں کے لیے مشورے
- عبادت اور نیک کام مرتبے حاصل کرنے کے لیے نہیں
- ریاکاری سے بچنے کی تدبیریں
- اے لوگو! تم نے دین کیوں چھوڑا
- جو ہو سکے وہ کرو
- مسلم قوم کا لیڈر کون؟
- دین دار لوگ چین و سکون میں ہیں
- لوگوں کو نفع نہیں تو نقصان بھی نہ پہنچاؤ
- صرف اوپر والوں کو نہیں، نیچے والوں کو بھی دیکھیں
- جہاں تک ممکن ہو قرض نہ لیں اور لیں تو جلد ادا کریں
- بے ادبی سے بچیں
- خاموش رہنے کی عادت ڈالیے
- حسد، غصہ، اور زناکاری سے بچنے کی ترکیبیں
- غیبت، گھمنڈ اور تکبر سے بچنے کی ترکیبیں
- نمازی بننے کی ترکیب

- رات کو جلد سونے کی عادت ڈالیے تاکہ صبح جلد اٹھنا میسر ہو
- زیادہ ذمہ داریاں قبول نہ کریں
- گمراہ کرنے والی تقریریں نہ سنیں
- مسجدوں میں اچھے باصلاحیت امام رکھیں
- اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کریں
- انسان فضول خرچ کب ہوتا ہے؟
- مکانات بنانے کے فالتو خرچے
- ضرورت سے زیادہ کپڑے
- علاج اور دوا کے بے تحاشا خرچے
- بیماروں کو نیوتا دینے کا رواج ڈالیے
- بے ضرورت سفر سے بچیے
- بیاہ شادی کے فالتو خرچے
- نیاز، فاتحہ اور محفلوں کے بارے میں ضروری باتیں
- موت اور قبر کو یاد رکھیے
- مال داروں سے دو باتیں
- غریبوں سے دو باتیں

نصف سے کم عنوانات میں نے نقل کیے ہیں۔ اسی سے باقی مضامین کا بھی اندازہ لگالیں۔ پوری کتاب 152 صفحات کی ہے۔ دین پر چلنے والوں کے لیے، دین کا

شوق رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب انمول خزانہ ہے۔اور جو دین پر نہیں چلتے، دین داروں سے بھاگتے ہیں، انہیں یہ کتاب تحفے میں دی جائے۔آج نہیں تو کل ضرور پڑھیں گے۔ان کے گھر والے پڑھیں گے۔گھر میں آنے والے پڑھیں گے۔آپ کا تحفہ کام آجائے گا۔اور کسی نہ کسی کی اصلاح کی امید تو ضرور ہے۔

دین اس طرح بھی پھیلایا جاتا ہے۔شادیوں میں تو لوگ بڑے بڑے تحفے دیتے ہیں۔چالیسویں وغیرہ میں لمبی لمبی دعوتیں کرتے ہیں۔سب کے ساتھ اگر ایسی ایمان افروز اور دین پرور کتابیں رشتہ داروں اور احباب میں تقسیم کر دی جائیں تو اصلاحِ معاشرہ اور انقلاب کا کام ذرا تیز ہو جائے گا۔بس توجہ کی ضرورت ہے اور کچھ خرچ برداشت کرنے کی۔ع

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اب اسی کتاب کے چند اقتباسات بھی بطور نمونہ نذر قارئین کیے جاتے ہیں۔آغاز کتاب میں مولانا اپنے دل کی بات کچھ اس طرح صفحات قرطاس پر ثبت کرتے ہیں:

> ”حمد الٰہی اور ذکر مصطفائی (درود و سلام) کے بعد بندۂ گنہ گار تطہیر احمد رضوی عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنام اسلام جو راستہ اپنے بندوں کو اپنے محبوب پیغمبر کے ذریعے عطا فرمایا اس کو انسانوں میں کچھ تو وہ ہیں جنھوں نے قبول ہی نہیں کیا۔(کفر پر اڑے رہے) اور کچھ وہ ہیں جو کلمہ پڑھ کر اور مسلمان ہو کر بھی اسلام سے دور

ہیں۔ مجھ کو انھیں دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ میں اس بات پر کڑھتا، روتا ہوں کہ اللہ نے پھول برسائے اور لوگ کانٹوں کی طرف آ گئے۔ اس نے اجالا بھیج دیا مگر وہ اندھیرے میں بھٹکتے رہے۔ نور آ گیا لیکن وہ آگ میں ہی چھلانگیں لگا رہے ہیں۔

میں نے معاشرے (سماج) اور ماحول کو گہرائی سے دیکھا تو مجھ کو ایک بڑی تعداد ان مسلمانوں کی بھی نظر آئی جو مذہب اسلام کی خوبیوں سے واقف ہیں۔ اور چاہتے ہوئے بھی وہ اصلاحی اصولوں پر عمل نہیں کر پاتے۔ کوشش کرتے ہیں لیکن کامیاب نہیں ہو پاتے۔ جذبات اور جوش میں آتے ہیں لیکن ٹھنڈے پڑ جاتے ہیں۔ عمل شروع کرتے ہیں لیکن ٹک نہیں پاتے۔ میں نے خدائے تعالیٰ کی توفیق سے ان کی رکاوٹوں پر غور کیا تو اس پروردگار عالم نے کچھ باتیں اپنے فضل و کرم سے میرے ذہن میں ڈال دیں اور بے شک وہ پروردگار بڑے فضل والا ہے۔ اور اس کا سب سے بڑا فضل یہ ہے کہ اس نے اپنے رسول کی امت میں پیدا فرمایا جن کو اس نے رحمۃ للعالمین بنایا اور بتایا ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم وبارك علیہ وعلی کل من ھو محبوب ومرضي لدیہ۔" (1)

---

(1) آؤ دین پر چلیں، ص:۹-۸

اس تمہید کے بعد مولانا نے مختلف عنوانات پر قلم اٹھایا اور درد وسوز اور ٹیسوں سے بھرے الفاظ اور جملوں کو کتاب کی سطروں میں سجا کر رکھ دیا ہے جنھیں کوئی بھی پڑھنے والا اثر لیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ ذرا دلوں کی دنیا تہ وبالا کر دینے والا یہ انقلاب آفریں پیغام دیکھیں، پڑھیں اور ذہن ودماغ میں بسائیں۔

دین پر عمل کرنا مشکل نہیں

"بہت سے ہمارے مسلمان بھائی سمجھتے ہیں کہ ہم دین دار سچے مسلمان بن ہی نہیں سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں۔ کیا انہیں پتہ نہیں کہ جس نے اسلام کو بھیجا ہے ان کا وہ پروردگار نہایت رحم وکرم والا ہے۔ بڑا مہربان ہے۔ اور جس رسول کے وسیلے سے انھیں اسلام ملا اس کو اس نے سب جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ہاں اگر آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کے نفس پر کوئی زور نہ پڑے، عیش وآرام میں کوئی کمی نہ آئے، ضرورت سے زیادہ کھانے پینے، اوڑھنے سونے اور گھومنے پھرنے کے سارے کام بھی ہوتے رہیں۔ اور آپ سچے پکے مسلمان بن جائیں۔ اور اپنے رب کو راضی کر لیں تو یہ آپ کی بھول ہے۔

آخر دنیوی معاملات میں کامیابیاں حاصل کرنے کے لیے تو آپ کو پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں۔ کبھی راتوں کی نیندیں خراب ہوتی

ہیں اور کبھی دن کے چین برباد کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی آپ کی ہنسی اڑائی جاتی ہے اور کبھی ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لیے سب دن کی (دائمی) جنت کے حصول اور دوزخ سے نجات حاصل کرنے کے لیے آپ کو اگر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑے تو اس پر آپ کو حیرانی کیوں ہے۔

آخر وہ کون سی بلندی ہے جس پر آپ بغیر زینے اور سیڑھی کے چڑھ جاتے ہیں؟ اور کون سا مرتبہ ہے جو بغیر جان جوکھم میں ڈالے آپ حاصل کر لیتے ہیں؟ کیا آپ نے سربراہیاں اور کرسیاں حاصل کرنے کے لیے سیاسی لوگوں کی دیوانگی اور ان کے جنون کو نہیں دیکھا ہے؟ ان کی راہوں کی اڑچنیں آپ نے نہیں دیکھی ہیں؟ کہیں انہیں کالے جھنڈے دکھائے جا رہے ہیں۔ کہیں ان کی کاروں پر پتھر برسائے جاتے ہیں۔ کہیں تالیاں بجائی جا رہی ہیں تو کہیں انہیں گالیاں دی جا رہی ہیں۔ کبھی تھانوں، حوالات اور لاٹھی ڈنڈوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ (لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔)

ایک آپ ہیں کہ آپ کو خدا کی رضا و خوشنودی اور جنت کی دائمی نعمت حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھتے ہوئے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ ذرا سی ٹوپی سر پر رکھنا بوجھ بنا ہوا ہے۔ چار انگل داڑھی رکھنے میں سر شرم کے مارے جھکے جا رہے ہیں۔

وہ دنیادار پر دھانی، ممبری اور چیرمینی کے عہدے، اسمبلی اور پارلیمنٹ کی کرسیاں حاصل کرنے کے لیے کسی کی برائی، دشمنی کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور آپ اپنی بیوی بچوں اور نوکروں تک سے نماز روزے کے لیے کہتے ہوئے شرم کرتے ہیں۔ آپ کی جوان بہنیں، بیٹیاں کھلے گلے بے آستین والے لباس پہن کر ننگے سر سڑکوں بازاروں میں اپنے جسم سب کو دکھاتی پھر رہی ہیں۔اور آپ انہیں ٹوکنے روکنے میں جھجھک محسوس کر رہے ہیں۔صحیح بات یہ ہے کہ آپ کو قبر اور آخرت کی کوئی فکر نہیں ہے۔بس دنیا ہی کی زندگی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔دیکھیں گے ہم بھی کہ اس دنیا میں کب تک رہیں گے ؟ بہت جلد موت کا فرشتہ آئے گا اور آپ کے سب ارمان پورے کر دے گا۔ جنہیں ہم نہیں سمجھا سکے ہیں وہ اچھی طرح سمجھا دے گا (لیکن پھر سمجھنے سنبھلنے کا وقت جا چکا ہو گا۔)"[2]

دین دار لوگ چین اور سکون میں ہیں

"دنیا کو مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت فرمایا گیا ہے۔ (حدیث) لیکن اس سب کے باوجود میں دیکھ رہا ہوں کہ جو لوگ سچے دین دار ہیں وہ سب سکون وآرام میں ہیں۔ ہزاروں خرچوں الجھنوں اور کم آمدنی کے باوجود سکون کی زندگی جیتے ہیں۔ہاں جو لوگ

(2) آؤ دین پر چلیں، ص:۹-۱۱

دین دار ہوکر کاہل، نکمّے اور آرام طلب ہوگئے ہیں تو یہ ان کی اپنی کمی ہے۔ مذہب اسلام ان سے یہ نہیں کہتا کہ تم کام دھندوں کو چھوڑ کر مفت کی روزی کھانے کے عادی بن جاؤ۔

ایک شریف اور بھلے دیندار آدمی کو دقتیں پریشانیاں تو آتی ہیں لیکن وہ ان سے کم ہوتی ہیں جو دنیا داروں کو پیش آتی ہیں۔ کچھ دین دار لوگ دکھ، پریشانی کا شکوہ کرتے ہیں لیکن انہیں شاید معلوم نہیں دنیا دار لوگ ان سے کہیں زیادہ پریشان ہیں۔ اور دلی سکون تو دین ہی میں ملتا ہے۔ جب دل کو سکون نہیں تو دولت مندی و مال داری سے کیا فائدہ؟ وہ دین دار آدمی جس سے اس کا رب راضی ہے اس سے دنیا کی پریشانی ایک نہ ایک دن ختم ہونے والی ہے۔ پھر موت ہے۔ اور موت کے بعد مومن کے لیے سکون ہی سکون ہے۔ تو یہ آخرت کا سکون اس کے لیے تسلی کا باعث بن جاتا ہے۔ اور جس نے آخرت کے لیے کچھ کیا ہی نہیں یا آخرت پر اس کا بھروسا ہی نہیں تو وہ دنیا میں بھی دکھی رہا۔ (اور آخرت میں بھی محروم) تو اس سے بڑا کوئی بدنصیب نہیں۔"(3)

جائز کام دھندے سب اچھے ہیں

"آدمی حرام اور ناجائز کام دھندے سے بچتا رہے۔ پھر جو

(3) آؤ دین پر چلیں، ص: ۵۴-۵۵

بھی پیشہ اختیار کرے اچھا ہے۔ کسی جائز کام دھندے کو حقیر و ذلیل نہیں سمجھنا چاہیے۔ اور نہ کسی اور کی کوئی پرواہ کرنی چاہیے۔ بہت سے لوگ معمولی محنت مزدوری کے کام کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ یہ ان کی بھول ہے۔ بس اتنا سوچنا کافی ہے کہ وہ کوئی ناجائز کام نہیں کر رہے ہیں۔ شرمائے وہ جو غلط کام کرے، بھیک مانگے، اِن کے اُن کے سامنے ہاتھ پھیلائے، چوری ڈکیتی بے ایمانی کرے، حرام کمائے رشوت لے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی شخص رسی لے اور لکڑیوں کا گٹھر بنا کر اس کو اپنی پیٹھ پر لاد کر لائے، بیچے اور اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اس کی عزت وآبرو کی حفاظت کرے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے وہ اس کو دیں یا نہ دیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الزکاۃ، باب الاستعفاف عند المسئلۃ)

اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ جو آدمی کوئی غلط کام نہ کرے، بھیک نہ مانگے، محنت و مزدوری کرتا ہو۔ اس کو گری نظروں سے نہ دیکھیں، اس کی عزت کریں۔ اور حرام کماتا کھاتا ہو اگرچہ کتنا ہی مال دار ہو۔ (اس کو حقیر جانیں) اس کی عزت نہ کریں۔"[4]

مگر افسوس کہ آج اس کا الٹا ہو رہا ہے۔

---

(4) آؤ دین پر چلیں، ص:۵۸-۶۰

نیکیاں کرنا، گناہوں سے نہ بچنا عقل مندی نہیں

"کچھ لوگ صرف نیکیوں کی فکر میں رہتے ہیں اور گناہوں سے نہیں بچتے۔ایسوں کے بارے میں مولانا فرماتے ہیں:سب سے بڑی اور پہلی نیکی خود کو غلط کاموں، حرام کاریوں اور حرام کمائیوں سے بچانا ہے۔شر سے بچنا بڑی خیر ہے۔اور حرام خوری اور بے ایمانی سے بچنا بڑی خیرات ہے۔

آج کتنے لوگ ہیں جو ڈینگیں مارتے ہیں۔اپنی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے۔اپنے کارنامے سناتے ہیں کہ ہم نے یہ مسجد بنائی،وہ خانقاہ بنوائی، ہم نے وہ مدرسہ کھلوایا، ہم نے (فلاں جگہ) اتنا چندہ دیا،ہم نے فلاں کا وہ کام چلایا۔وغیرہ وغیرہ

ٹھیک ہے خدا مبارک کرے اوراس سے زیادہ کی توفیق دے۔لیکن میرے عزیز! ذرا یہ بھی دیکھ لے کہ تونے سب کیا تو کہاں سے کیا؟ کہاں کہاں سے پیسہ لایا؟ اور کس کس کا حق مارا؟ اور کس کس کی مزدوری روکی؟ اور کس کس کی جائیداد ہڑپی ؟اور کس کی پونجی چھینی؟ کان کھول کر سن!

حدیث پاک میں اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: إن الله طيب ولا يقبل إلا طيبا. ترجمہ:اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے۔(مشکاۃ،باب الکسب،ص:241)

یوں ہی کچھ لوگ دین کا کچھ کام کرنے کے لیے خلافِ شرع امور حرام کاموں کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو اتنا بڑا کام کیسے ہوتا۔ تو خیال رہے یہ خود کو بگاڑنے والے دوسروں کو سدھار نہیں پائیں گے۔اور حرام سے حلال، شر سے خیر، برائی سے بھلائی حاصل نہیں ہوتی۔ دوسروں کی فکر بعد میں پہلے خود کو سنبھالو۔ غلط راہوں پر چلنے والے منزل تک نہیں پہنچ پاتے۔ جہنم کا راستہ جنت کو نہیں پہنچاتا۔ خود گرے ہوئے دوسروں کو نہیں اٹھا پائیں گے۔

حدیث میں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: تھوڑے گناہ سے بچنا انسانوں اور جنوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ (فتاوٰی رضویہ: ج:23، ص:618)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں: جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے باز رہنا زیادہ ضروری ہے۔ ان پر عمل کرنے سے جن کا حکم دیا گیا ہے۔(فتاوٰی رضویہ، ایضًا) یعنی نفلی خیرات وصدقات دینا اتنا ضروری نہیں جتنا حرام کمائی سے بچنا ضروری ہے۔"[5]

آج کل ایڈیڈ (سرکاری امداد یافتہ مدارس) میں کچھ یہی ہو رہا ہے۔ سکریٹری

(5) آؤ دین پر چلیں، ص: 61-62

اور کلرک تقرر کے نام پر علما و مدرسین سے لاکھوں روپے وصول کر کے یہی کہتے ہیں کہ اس ناجائز و حرام رقم سے ہم مدرسہ بنواتے ہیں، مدرسے کا فائدہ کرتے ہیں، مطبخ چلاتے ہیں۔ یعنی ترقی کا دارومدار حرام آمدنی پر رکھتے ہیں پھر اپنے کارنامے گنواتے ہیں۔

کیا میدان محشر میں بھی ایسے ہی گنوائیں گے ؟ کیا وہاں زبان چلے گی ؟ ایسے لوگ مدرسے کی ترقی سے زیادہ اپنی عاقبت کی فکر کریں، میدان محشر کو یاد کریں، جو کرنا ہے یہیں ۲-۲ کرلیں اور اچھے برے کا انجام سوچ لیں۔

آج کے جلسے اور مشاعرے

"آج کے دور میں بڑھتے ہوئے جلسے اور مشاعرے اب مولویوں، عالموں، پڑھے لکھے سنجیدہ لوگوں کے گلے کی ہڈی اور وبال جان بنتے جارہے ہیں۔ پہلے جلسوں سے وعظ و نصیحت کا کام ہوتا تھا وہ ختم ہوا۔ پھر ان میں شعر و شاعری داخل ہوگئی۔ اور اب وہ نرے مشاعرے ہوگئے۔ اور شعر و شاعری میں بھی فنکاری اور اس کی قدر دانی کا دور بھی ختم ہوا۔ اور اب خوش الحانی، اچھی آواز اور کھینچ تان ہی سب کچھ ہو کر رہ گئی ہے۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا۔

عوام کو عبادت و ریاضت، نماز روزے، ذکر و تلاوت کے فضائل کم بتائے گئے۔ جلسوں مشاعروں کے فضائل خوب بتائے

گئے۔ اس طرح ان کے ذوق کو بگاڑ دیا گیا۔ اور نوبت یہاں تک آپہنچی کہ بعض مولویوں، اماموں، درس دینے والوں کے لیے پبلک کی خوشی کے واسطے جلسے کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ امامت اور نوکری خطرے میں ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ اچھے بھلے، پڑھے لکھے لوگوں کو ڈرامائی قسم کے پیشہ ور مقررین اور شاعروں کی خوش آمد کرنی پڑتی ہے۔ دن دہاڑے نماز چھوڑنے والے، فسق وفجور میں مبتلا لوگوں کے نخرے اٹھانے پڑ رہے ہیں۔ کبھی کبھی ہاتھ بھی چومنا پڑ رہا ہے۔

میں نے خود ایک جگہ ایک مدرسے کے شیخ الحدیث صاحب کو ایک خوش الحان فاسق بے نمازی شاعر کے استقبال کے لیے بس اسٹینڈ پر گھنٹوں کھڑے دیکھا ہے۔ اور اب تو نوبت یہاں پہنچ گئی ہے کہ مسجد کے امام صاحب خواہ نماز پڑھائیں یا نہ پڑھائیں، مسجد اذان ونماز سے آباد رہے یا ویران۔ وہ عمدہ قسم کے مقررین اور شاعروں کو بلائیں، جلسہ کرائیں تو ان سے اچھا کوئی امام نہیں۔ گاؤں کے بچے قرآن ونماز سیکھیں یا نہ سیکھیں۔ ان سب باتوں سے کوئی خاص مطلب اور سروکار نہیں۔

اماموں اور مولویوں کی ایک پریشانی یہ بھی ہے کہ خدمت و نذرانے میں کمی رہ گئی تو خطیب وشاعر ناراض۔ اور اگر زیادہ دلانے کی کوشش کرتے ہیں تو گاؤں والے اور کمیٹی ناراض۔ کئی جگہ تو بلائے

ہوئے مقرروں شاعروں نے دھوکا دیا۔ نہ آئے تو دعوت دینے والے امام کا حساب ہی کر دیا گیا۔

جلسوں مشاعروں پر زیادہ دھیان دینے کے نتیجے میں آج حال یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ کی توجہ تفسیر و حدیث، فقہ واصول فقہ اور دیگر فنون کی کتابوں کی طرف کم سے کم ہوتی جارہی ہے۔ وہ اُردو کی کتابوں سے تقریریں رٹ رہے ہیں۔ شاعروں کے کلام نوٹ کر رہے ہیں۔ کوئی صاحب نقیب بننے کی مشق کر رہے ہیں۔ علم حاصل کر کے جن کے ہاتھوں میں دینی کتابیں اور قرآن وتسبیح آتی تھی۔ اب ان کی جگہ پر پروگراموں کی ڈائری، لیٹر پیڈ، ایڈریس کارڈ اور موبائل فون نے لے لی ہے۔ یہ اس لیے ہوا کہ لچھے دار مقرروں اور خوش گلو شاعروں کو زیادہ نوازا گیا۔ ان پر خوب نوٹوں کی برسات ہوئی۔ اور بے چارے مدرسوں، اماموں کو معمولی تنخواہیں بھی وقت پر نہیں مل رہی ہیں۔"(6)

مولانا کی یہ ایک کتاب کے چند اقتباسات ہیں۔ پوری کتاب اسی انداز کے مصلحانہ اور واعظانہ مضامین سے بھری ہوئی ہے۔ مولانا کی اس کتاب کو حاصل کر کے پڑھیں۔ ان کی دوسری کتابیں بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

"امام ومقتدی" نامی کتاب تو ایسی ہے کہ ہر امام، مقتدی اور متولی کو ضرور

---

(6) آؤ دین پر چلیں، ص:۷۱-۷۰

ایک بار پڑھ لینا چاہیے۔ بڑی ضروری اور مفید ہدایات ہیں۔ اس کتاب میں ہو سکے تو امام صاحب جمعہ کے دن پڑھ کر سنا دیں تو بہت خوب۔ ”غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح“ تو وہ کتاب ہے جسے مولانا کی کتابوں میں شاہ کار کا درجہ حاصل ہے۔ اسی طرح ”حدیثوں کی روشنی“ اپنے موضوع پر ایک اچھوتی کتاب ہے۔ جو مساجد میں درس دینے کے لیے بہت موزوں ہے، اور عام فہم بھی۔ عام مسلمانوں کے سامنے مساجد میں درس دینے کے لیے ایسی ہی کتاب کی ضرورت ہے۔ مصنف علام سے گزارش ہے، اس کی ضخامت پر تھوڑی توجہ دے دیں تو یہ کتاب زیادہ دنوں تک درس میں پڑھی جا سکے گی۔

)

باب اول

شخصیت، خدمات ،احوال اور اوصاف

الحمد للہ و الصلوۃ و السلام علی رسول اللہ و بعد:

سرزمین بریلی اپنی علمی زرخیزی کے سبب کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کرۂ ارض پر ایسی ایسی جلیل القدر ہستیوں کی جلوہ نمائی فرمائی جن سے دین وملت اور مسلک حق اہل سنّت وجماعت کی ترویج واشاعت ہوتی رہی۔ اور مخلوق خدا ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتی رہی۔

اسی مقدس سرزمین (بریلی شریف) سے پچھم کی جانب 30 کلومیٹر کی مسافت پر قصبہ دھونرا ٹانڈہ واقع ہے۔ جس سے اہل سنّت وجماعت کی ایک عظیم القدر شخصیت، یادگار اسلاف واخلاف، عامل شریعت و طریقت، محبوب العلماء والمشائخ، مقبول عام وخاص، مصنف کتب کثیرہ، خطیب با اثر، حضور مصلح قوم وملت حضرت علامہ الشاہ مولانا مفتی تطہیر احمد رضوی بریلوی دامت فیوضہم القدسیہ ومتعنا اللہ بطول حیاتہ کا تعلق ہے۔

اللہ جل شانہ نے آپ کو گوناگوں اوصاف وکمالات سے نوازا ہے۔ انتہائی اعلیٰ اخلاق وکرادر کے حامل ہیں۔ آپ کی کدوکاوش سے نہ جانے کتنے بدعقیدوں کو دولت ایمان نصیب ہوئی۔ اور کتنے بے عملوں کو عمل صالح کی توفیق ملی اور رہ راست پر

گامزن ہوئے۔ حضرت علامہ تطہیر احمد رضوی دام ظلہ کا پورا وجود مسعود انکساری وعاجزی کا سراپا ہے اور اسلاف کرام کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ جہاں آپ ایک عظیم مصنف ہیں وہیں اللہ جل شانہ نے آپ کو خطابت کی دنیا میں اہم مقام عطا فرمایا ہے۔

آپ کی تقریر انتہائی سادہ، سلیس اور پر مغز ہوتی ہے۔ جو عوام وخواص سب کے لیے یکسر سود مند ثابت ہوتی ہے۔ حق بیانی آپ کا وطیرہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ اپنے بھی آپ سے خفا ہیں۔ شریعت وسنت پر بہت سختی سے عمل پیرا ہیں۔ خردہ نوازی، مہمان نوازی میں تو آپ مثال نہیں رکھتے۔ منکسر المزاجی عاجزی وسادگی میں ثانی نہیں رکھتے۔ نفس کے ساتھ جنگ آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ جس نے بھی دیکھا ورطۂ حیرت میں پڑ گیا کہ اتنی عظیم شخصیت اور اس قدر عاجزی وسادگی۔

نام ونسب

تطہیر احمد بن الحاج منشی امیر احمد بن عبد اللہ بن وزیر احمد بن الٰہی بخش بن ابراہیم بن عبد الرحمٰن

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت موضع للوری کھیڑا، ضلع پیلی بھیت میں 8 رمضان المبارک 1377ھ مطابق 27 مارچ 1958ء بروز جمعۃ المبارکہ کو ہوئی۔ والد صاحب بسلسلہ ملازمت للوری کھیڑا میں مع اہل وعیال رہا کرتے تھے۔

خاندانی پس منظر

آپ کے آباء واجداد بھی شریعت وسنت کے عامل تھے۔ آپ کے والد گرامی الحاج منشی امیر احمد صاحب علیہ الرحمہ کی ولادت 1928ء میں دھونرہ میں ہوئی۔ لوگ بیان کرتے ہیں۔ جس وقت آپ 18 مہینے کے تھے اس وقت ان کے والد گرامی عبد اللہ مرحوم جو حکیم جی سے مشہور تھے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح آپ چھوٹی عمر ہی میں یتیم ہو گئے۔ اور آپ کے بڑے بھائیوں نے آپ کی پرورش کی۔

اسی یتیمی کے حالت میں آپ نے اردو اور ہندی میڈم پاس کیا۔ کچھ دنوں خاندانی آبائی پیشے سلائی سے بھی وابستہ رہے۔ اور 1946ء میں محکمۂ آب پاشی میں ملازم ہوئے۔ آپ خود بتاتے تھے جو لڑکے انٹرویو میں ہمارے ساتھ بیٹھے تھے ہمارا نام بھی اس میں آیا تو اعلیٰ افسران نے اوپر سے لکھ کر بھیجا: اس امیدوار کی عمر 6 ماہ کم ہے لہذا ان کو خارج کیا جاتا ہے۔ تو نیچے کے افسران نے لکھ کر کے بھیجا: عمر اگرچہ کم ہے مگر تحریر بہت عمدہ ہے لہذا امیدوار کو خارج نہ کیا جائے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ 6 ماہ بغیر معاوضے کے رکھا جائے مگر خارج نہ کیا جائے۔ اور واقعی اتنے خوش خط تھے اگر کوئی درخواست لکھ کر اوپر دی تو بڑے بڑے افسران بھی دنگ رہ جاتے تھے۔

اردو میں کچھ شاعری بھی آپ نے کی تھی۔ 1946ء سے لے کر 1987ء تک پہلے فیلڈ میں کام کیا پھر دفتر میں افسران کے ہیڈ منشی رہے۔ پوری عمر میں نہایت ایمان داری، دیانت داری اور پوری سچائی، نماز کی پابندی یہ ان کی زندگی کا شیوہ تھا۔ اپنے افسران کے ساتھ اگر وہ دورے پہ بھی ہوتے تب بھی نماز کے لیے گاڑیاں

رکتی تھیں۔ اور آپ نماز پڑھتے تھے۔ ان کے افسران بھی ان کا بہت پاس ولحاظ رکھتے تھے۔ کیونکہ آپ ایمان دار بہت تھے، رشوت نہیں لیتے تھے۔

1975ء میں نس بندی کا دور دورہ تھا۔ سرکاری محکمے کے اوپر حکومت کا بڑا زور تھا کہ نس بندی کرائی جائے۔ آپ کے اوپر دباؤ ڈالا گیا لیکن آپ نے شریعت کے آگے کسی کی نہ مانی۔ اپنے اعلیٰ افسر کے منہ پر یہ کہہ کر آئے تھے کہ تمھارے بس کی بات نہیں ہے کہ تم مجھ سے یہ حرام کام کرا سکو۔ اس نے کہا تنخواہ نہیں ملے گی۔ آپ نے کہا بھلے مت دو، بچے بھونکے مرتے ہیں تو مر جائیں، لیکن مجھ سے یہ خلاف شرع کام نہیں ہو سکتا۔

اس کے بعد 13 ماہ تک تنخواہ نہیں ملی مگر اس کے باوجود آپ کے قدم متزلزل نہیں ہوئے۔ آپ بے باک اور نڈر طبیعت کے حامل تھے۔ بھلے ہی لوگ ناراض ہو جائیں تو ہو جائیں مگر آپ حق کے خلاف کبھی نہیں ہوتے۔ ہمیشہ حق کا پرچم بلند کرتے۔ گاؤں میں ہوتے تو گاؤں کی جامع مسجد میں نماز ادا فرماتے اور کسی کی کوئی خامی دیکھتے تو اس کی اصلاح کرتے۔ اپنے تو اپنے غیر بھی آپ کے اخلاق حسنہ کے معترف تھے۔

علامہ تطہیر صاحب قبلہ نے اپنے والد صاحب کے ختم چہلم میں دوران خطاب بیان فرمایا: ایک مرتبہ گاؤں کے ایک غیر مسلم گھرانے کا ایک لڑکا میرے ساتھ ٹیمپو میں بیٹھ کر بریلی شریف جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے اباجی کی بات چھیڑ دی اور کہنے لگا: مجھے تعجب ہوتا ہے آپ کے اباجی کو دیکھ کر کہ آج بھی دنیا میں ایسے دیانت دار اور

ایمان دار لوگ موجود ہیں۔ علامہ تطہیر صاحب قبلہ نے فرمایا: مولوی تو ہم بعد میں بنے مگر اس سے قبل ہی والدین کی تربیت کا فیضان تھا کہ ہم نماز کے پابند تھے۔

آپ کی والدہ ماجدہ نصیرہ بانو قصبہ شاہی، ضلع بریلی شریف کے ایک دیندار گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ صوم وصلوۃ کی بہت سختی سے پابند تھیں۔ ان کے دادا حضور سیدنا لطف اللہ شاہ علیہ الرحمہ پیلی بھیت شریف کے حقیقی بھانجے تھے۔ حضور لطف اللہ شاہ علیہ الرحمہ صاحب قطب پیلی بھیت حضرت شاہ جی میاں علیہ الرحمہ کے پیر بھائی اور سلسلہ قادریہ مجدیہ کے مشہور و معروف بزرگ ہیں۔ محلہ پنجابیان پیلی بھیت میں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ آپ قصبہ شاہی کے رہنے والے تھے۔ اور اپنا مکان اپنے بھانجے حضرت مصلح ملت کے پرنانا کو ہبہ کر کے پیلی بھیت ہجرت کر گئے تھے۔ وہ مکان آج بھی مصلح ملت کے ماموں زاد بھائیوں کی اقامت گاہ ہے۔

تعلیم و تربیت

پٹیل انٹر کالج، دھونرہ سے ہائی اسکول کی دنیوی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے دینی تعلیم کی طرف رخ کیا۔ متعدّد مقامات پر جا کر اپنی علمی پیاس بجھائی اور زیور علم سے آراستہ و پیراستہ ہوئے۔

اولاً آپ نے مرکز علم وادب سنبھل میں مدرسہ خلیل العلوم میں داخلہ لیا۔ کچھ درجات یہاں پڑھنے کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور پھر الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ اور ۱۹۷۹ء میں عرس حافظ ملت کے

حسین موقع پر دستارِ فضیلت سے نوازے گئے۔ فضیلت کا امتحان محقق عصر حضرت علامہ مفتی نظام الدین صاحب الہ آبادی علیہ الرحمہ نے لیا۔

مفتی صاحب علیہ الرحمہ نے بحیثیت ممتحن پہلے نمبر پر محقق مسائل جدیدہ مفتی نظام الدین مصباحی (شیخ الحدیث، جامعہ اشرفیہ مبارک پور) اور دوسرے نمبر پر مصلح ملت کو رکھا۔ بخاری شریف کی آخری حدیث رئیس اعظم، اڑیسہ حضور مجاہد ملت علامہ شاہ حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے پڑھائی۔ منظر اسلام میں تعلیم کے دوران آپ نے پرائیویٹ انٹر بھی پاس کیا۔

ممتاز اساتذۂ کرام

آپ کے اساتذہ کرام میں ایسی نابغۂ روزگار شخصیات شامل ہیں تدریسی لحاظ سے شرق وغرب میں جن کی طوطی بولتی تھی۔

(1) استاذ الکل، جامع المعقول والمنقول، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی علیہ الرحمۃ۔

(2) امام العلماء، استاذ الاساتذہ، شیخ القرآن، حضرت علامہ عبد اللہ خاں عزیزی علیہ الرحمہ

(3) ماہر معقولات ومنقولات، حضرت علامہ مولانا مناظر حسین صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ

(4) صدر العلماء، رئیس الاتقیاء، حضرت علامہ مولانا تحسین رضا صاحب قبلہ محدث بریلوی علیہ الرحمہ

(5) استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ مفتی شفیع صاحب مبارکپوری علیہ الرحمہ

(6) نصیر ملت، علامہ نصیر الدین مصباحی دام ظلہ العالی

(7) رئیس التحریر، علامہ یٰسین اختر مصباحی دامت فیوضہم الجاریہ

(8) ادیب شہیر، افتخار العلماء، حضرت علامہ افتخار احمد اعظمی مدظلہ العالی

(9) محدث کبیر، علامہ ضیاء المصطفی اعظمی دام ظلہ النورانی

(10) استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ سید عارف صاحب قبلہ (نانپارہ، ضلع بہرائچ شریف) دامت برکاتھم العالیہ، وغیرہم

زمانۂ طالب علمی کے کچھ سبق آموز واقعات

جس وقت آپ مدرسہ خلیل العلوم سنبھل میں زیر تعلیم تھے۔ اس وقت نس بندی کا دور دورہ تھا۔ جس طرح کہ آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں محکمۂ آب پاشی کے افسران نے آپ کے والد کو تقریباً 13 ماہ تنخواہ نہیں دی جس کے سبب آپ کو بھی بروقت پیسے نہیں پہنچ سکے۔ حالات اس قدر خستہ ہو چکے تھے کہ آپ کے چپل ٹوٹ گئے اور آپ کے پاس چپل خریدنے تک کو پیسے نہیں تھے۔ اسی دوران آپ محلہ میں کسی مسجد میں امامت بھی کرتے تھے۔ اور مہینوں ننگے پیر رہے مگر آپ کی خودداری نے یہ گوارہ نہ کیا کہ کسی مقتدی کے آگے دست سوال دراز کریں۔

اسی طرح جامعہ اشرفیہ مبارکپور کے عہد طالب علمی کی بات ہے۔ بقر عید کی تعطیلات ہوئیں تو سب طلبہ جانے لگے۔ آپ کے علاقائی طلبا بھی جا رہے تھے؛

انہوں نے حضرت سے کہا: آپ بھی چلو۔ حضرت نے فرمایا: ”میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔“ انہوں نے کہا: ہم سے لے لو بعد میں دے دینا۔ مگر حضرت نے انکار کر دیا۔ ”میں قرضہ نہیں لے سکتا۔“ اس طرح حضرت مدرسہ میں اکیلے تو رہے مگر کسی سے سوال نہیں کیا۔ (بروایت اقبال رضوی، خادم خاص حضور مصلح ملت)

ان دونوں واقعات سے جہاں حضرت کے صبر و ہمت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے وہیں حضرت کی خودداری بھی بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ تنگی تو برداشت کر لی مگر کسی سے قرض نہیں لیا۔

تدریسی خدمات

جملہ مروجہ علوم سے فراغت کے بعد آپ نے میدان تدریس میں قدم رکھا اور تقریباً پندرہ سال تک ان مدارس و جامعات:

- دارالعلوم غوثیہ، قصبہ نیوریا، حسین پور، ضلع پیلی بھیت
- الجامعۃ القادریہ، رچھا ریلوے اسٹیشن، بریلی شریف
- جامعہ نوریہ رضویہ، باقر گنج، بریلی شریف
- الجامعۃ الاحمدیہ السنیہ، قنوج، یوپی

میں تدریسی فرائض انجام دیئے اور تشنگان علوم نبویہ کو سیراب کیا۔ بعدہ تقریری اور تصنیفی مصروفیات کے باعث آپ نے میدان تدریس کو خیر آباد کیا۔

☆☆☆

ارشد تلامذہ

جیسا کہ آپ مذکورہ صفحات میں پڑھ چکے ہیں کہ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے 15 سال سے زائد عرصہ تدریسی فرائض انجام دیئے ہیں۔ ان چند سالوں میں جو تشنگان علوم نبویہ آپ کے علمی فیضان سے سرشار ہوئے ہیں ان کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے۔ مگر چند مشاہیر تلامذہ کے اسماء درج ذیل ہیں۔

- ادیب شہیر، استاذ العلماء، شیخ الادب، حضرت علامہ مولانا اسحاق صاحب مصباحی، قصبہ کیمری ضلع رامپور۔
- ماہر درسیات، حضرت علامہ مفتی محمد شائق القادری، استاذ جامعہ حامدیہ اشرفیہ سراج العلوم، سنبھل۔
- محقق عصر، حضرت علامہ مولانا مفتی اشتیاق القادری، مفتی اعظم دہلی۔
- حضرت علامہ مولانا مفتی افضال احمد رضوی، جوکھپوری، مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف۔
- مقرر شیریں مقال، حضرت علامہ مفتی عمران حنفی، فتح پور، ضلع مرادآباد۔
- استاذ الاساتذہ، حضرت علامہ مولانا جہانگیر صاحب، استاذ جامعہ غوثیہ، قصبہ بلہور، ضلع کانپور۔
- خطیب اہل سنت، حضرت علامہ مولانا مفتی جلیس القادری، استاد جامعہ فاروقیہ عزیز العلوم، بھوج پور، ضلع مرادآباد۔

- جامع المعقولات، حضرت علامہ مولانا ارشاد احمد رضوی، بہیڑی، ضلع بریلی شریف۔
- حضرت علامہ مولانا فرید احمد مصباحی، سابق استاذ جامعہ قادریہ، رچھا اسٹیشن، بریلی شریف۔
- حضرت علامہ مولانا نفیس احمد صاحب رضوی مصباحی، استاذ دارالعلوم غوثیہ، قصبہ نیوریا، حسین پور، ضلع پیلی بھیت۔
- حضرت مولانا محمد شعبان صاحب مصباحی، استاذ دارالعلوم غوثیہ، قصبہ نیوریا، حسین پور، ضلع پیلی بھیت۔
- حضرت مولانا محمد عمر رضا، استاد جامعہ قادریہ، رچھا اسٹیشن، بریلی شریف۔
- خطیب شہیر، حضرت مولانا شکیل احمد نوری، بلند شہر۔
- برادر صغیر، مولانا تنظیف احمد رضوی مصباحی، استاذ جامعہ رضویہ برکات العلوم، سہسوان، ضلع بدایوں۔
- مولانا شفیع احمد، برکھیڑا، ضلع پیلی بھیت۔

بیعت و خلافت

۱۹۷۵ء میں آپ نے شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاج دار اہل سنت، سرکار مفتی اعظم ہند، علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اور 1986ء میں جانشین مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ، حضور تاج

الشریعہ، علامہ مفتی اختر رضا خان صاحب ازہری علیہ الرحمہ نے حج کے مبارک و مسعود موقع پر منیٰ کے میدان میں اکابر علماء ومشائخ کی موجودگی میں صدر العلماء، علامہ تحسین رضا خاں صاحب کی گزارش پر اجازت وخلافت سے نوازا۔

اسی طرح صدر العلماء، عمدۃ الاتقیاء، علامہ تحسین رضا خاں صاحب محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو جملہ اجازات وخلافت سے مستفیض فرمایا۔ چند سال قبل الجامعۃ الاحمدیہ قنوج کے سالانہ جلسہ میں جیسے ہی آپ تقریر سے فارغ ہوئے تو گل گلزار برکاتیت، حضور رفیق ملت، الحاج، الشاہ سید نجیب حیدر نوری مارہروی دامت فیوضم القدسیہ کھڑے ہوئے اور اپنی جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت آپ کے سپرد فرمائیں۔ اور اپنے گلے کا رومال نکال کر آپ کے گلے میں ڈالا۔ اس طرح ان اکابر علماء ومشائخ عظام نے آپ پر کرم نوازی فرماتے ہوئے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔

تبلیغی خدمات

وعظ وتقریر آپ کا خاص فن ہے۔ تقریباً 37 سال سے ملک وبیرونِ ملک کے چھوٹے بڑے اجلاس میں وعظ وتقریر فرمارہے ہیں۔ آپ کی تقاریر زیادہ تر عقائد واعمال کی اصلاح اور ردبدعات ومنکرات پر مشتمل ہوتی ہیں۔ اسی لیے عوام وخواص اہل سنت آپ کو مصلح قوم وملت کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ نذرانے کا مطالبہ نہ کرنا آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ اور عوام کی بے رہ روی کو دیکھتے ہوئے آپ نے رات کے جلسوں اور پروگراموں میں شرکت کرنا اب بند کیا ہوا ہے۔ اور اب دن میں چھوٹی

بڑی محفلوں میں شرکت فرماتے ہیں۔

آپ کی تقریر دلوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔ جانے کتنے لوگ حضرت کی تقریر سن کر گناہوں سے توبہ کر کے دین دار بن گئے۔ کافی عرصہ پہلے رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے سہارنپور کے ایک اجلاس میں حضرت سے فرمایا تھا ''مولانا آپ کی تقریر میں روحانیت ہے۔''

اوصاف جمیلہ

عجز وانکساری

عاجزی ومنکسر المزاجی میں آپ اپنی مثال نہیں رکھتے۔اس کا اندازہ مولانا جعفر رضا تطہیری (بھوجی پورہ، بریلی شریف) کے مندرجہ ذیل مشاہدے سے لگایا جا سکتا ہے۔[7]

''مصلح قوم وملت مفتی تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ ایک روز جلالاڑپور میں جامعہ خدیجہ للبنات کو دیکھنے کے لیے تشریف لائے۔ میں فقیر قادری جعفر رضا تطہیری اور میرے ہم سفر حضرت قاری اویس رضا صاحب وارثی اور مفتی انصار احمد مصباحی نعیمی صاحب ہم

(7) حضور مصلح ملت کے خادم خاص جناب ناظم رضا رضوی صاحب نے مولانا جعفر رضا تطہیری سے حضور مصلح ملت کے تعلق سے کچھ خاص باتیں شیئر کرنے کے لیے کہا۔ مولانا جعفر رضا تطہیری نے جواباً اپنا یہ مشاہدہ لکھ کر انہیں کر ارسال کیا۔

تینوں حضرت کے استقبال کے لیے جمع ہوئے۔ حضرت تشریف لائے اور ساتھ میں استاذ الشعراء فاروق مدناپوری صاحب بھی تھے۔ ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد حضرت مدرسے میں تشریف لائے۔

پھر کیا ہوا کہ حضرت مدرسے کے صحن میں ریتلی زمین پر ایسے ہی بیٹھ گئے۔ میں دوڑا کہ حضرت کے لیے کرسی لاؤں مگر حضرت نے آواز دی: مولانا جعفر کہاں جارہے ہو؟ ادھر آؤ۔ میں حضرت کے قریب گیا، میں نے عرض کی: کرسی لینے جارہا ہوں۔ حضرت فرمانے لگے: مت لاؤ، تمہیں کیا خبر، کتنا مزہ آرہا ہے زمین پر بیٹھ کر۔"

اللہ اکبر، کیا سادگی ہے حضرت کی!

اور آج ہم ہیں جب کہیں جاتے ہیں تو لوگوں میں بیٹھنے کے لیے ایسی جگہ تلاش کرتے ہیں جہاں سب سے نمایاں اور ممتاز نظر آئیں۔ اور کچھ تو ایسے ہیں جو بیٹھتے وقت سرہانے پر ہی قبضہ کر لیتے ہیں۔ اور نہ ملنے پر ناراض ہو جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ انانیت کو ختم کر کے عجز وانکساری اختیار کریں۔ حضرت کی زندگی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ عاجزی وانکساری کے متعلق چند اقتباسات آپ کی تصنیفات سے ذکر کرتا ہوں۔ چنانچہ اپنی کتاب "فروعی اختلاف کی شرعی حیثیت" کے ابتداء میں لکھتے ہیں:

"میں ایک نہایت کم علم انسان ہوں۔ اپنی بے بضاعتی، بے

بساطی کے باوجود یہ ہمت اس لیے کرلی ہے کہ مشورہ دینے اور توجہ دلانے کا کام چھوٹے بھی کر لیتے ہیں۔ اور یہ حق انہیں بھی حاصل ہے۔"(ص:6)

اسی طرح اپنی دوسری تصنیف "دین کی بنیاد آسانی پر" میں لکھتے ہیں:

"جب بھی میں کسی عنوان پر قلم اٹھاتا ہوں تو میرے دل میں یہ آرزو رہتی ہے کہ باصلاحیت، قابل آدمی یہ کام انجام دیتا۔ میرا مبلغ علم ناقص و کوتاہ ہے بلکہ میں خود کو علماء کی صف سے الگ ایک عام آدمی خیال کرتا ہوں۔"(ص:19)

ایک اور مقام پہ لکھتے ہیں:

"کتابیں لکھنے کے معاملے میں فقیر کا اب تک کا جو معمول اور طریقۂ کار ہے وہ یہ ہے کہ عام طور سے بولی جانے والی زبان یعنی عام بول چال میں اپنے دل کی بات دوسروں تک پہنچانے کا عادی ہوں۔ وہی یہاں بھی رہے گا۔ یعنی بجائے اپنی قابلیت دکھانے کے عوام بھائیوں کو فیض پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور قابل آدمی میں ہوں بھی نہیں۔ تقریروں کی زیادتی، جلسوں کی شرکت کی کثرت نے ایک عام آدمی بنا رکھا ہے۔ کم پڑھا لکھا تو پہلے ہی تھا اب بے پڑھا لکھا ہو چکا ہوں۔" (درمیانی امت، ص:23-22)

اللہ اکبر علم وعمل کا کوہ ہمالیہ، اور عاجزی اس قدر کہ اپنی نظر میں خود کی کوئی وقعت ہی نہیں۔ اللہ جل شانہ ہمیں بھی ان اوصاف حمیدہ سے متّصف فرمائے۔

ایفاے عہد

آپ دامت برکاتہم العالیہ کے محاسن وکمالات میں ایک کمال وخوبی یہ بھی ہے کہ آپ وعدہ کے سچے ہیں۔ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ چہار دانگ عالم میں آپ کی مقبولیت ہے۔

حضرت کے خادم اقبال بھائی بیان کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ آپ کسی جلسہ میں جارہے تھے۔ راستہ میں خبر ملی کہ آپ کی والدہ انتقال کرگئی ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: والدہ کو تو جانا تھا چلی گئیں، مگر جو وعدہ کرچکا ہوں اس کو تو پورا کرلوں۔ کہیں وہ لوگ بدگمان نہ ہوجائیں۔ لہذا آپ جلسہ میں گئے۔ اور واپسی میں آکر دفن میں شریک ہوئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ آپ بانسواڑا، راجستھان کسی جلسے میں جارہے تھے۔ متھرا پہنچے ہی تھے، راستہ میں خبر ملی کہ آپ کے بھتیجے کا انتقال ہوگیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا: اب انتقال تو ہوگیا۔ اگر جلسہ میں نہ جائیں تو لوگ بدگمانی کریں گے۔ اور وعدہ کرچکیں ہیں لہذا چلتے ہیں۔ وعدہ خلافی کرنا مومن کی شان نہیں ہوتی ہے۔ اس طرح آپ جنازے میں شرکت نہ کرکے راجستھان جلسے میں حاضر ہوئے۔"

یہ آپ کے ایفاے عہد کی چند مثالیں تھیں۔ ہمیں بھی اپنے کردار کا جائزہ لینا

ہوگا کہ ذرا ذرا بات پر وعدہ کو توڑ دیتے ہیں۔ جب کہ وعدہ خلافی کرنا مومن کا شعار نہیں۔ اور دوسری طرف حضرت کی سیرت کو دیکھیں کہ گھر میں والدہ اور بھتیجے کا جنازہ رکھا ہے مگر اس مرد درویش نے شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے وعدہ کو پورا کیا۔

بدمذہبوں سے بے رغبتی

آپ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ کے مظہر اتم ہیں۔ کسی سے کوئی ذاتی رنجش نہیں رکھتے۔ اور کامل مومن کی شان بھی یہی ہے کہ اگر کسی کو مبغوض رکھے تو لوجہ اللہ رکھے۔ اور محبوب رکھے تو بھی لوجہ اللہ رکھے۔ آپ کی حیاتِ مستعار میں بھی یہ عنصر نمایاں ہے۔

ایک مرتبہ ایک غیر مقلد اپنے بھائی کو ساتھ لے کر حضرت کے دروازے پر آکر عرض کرتا ہے: حضرت یہ الیکشن میں کھڑے ہو رہے ہیں۔ ان کے لیے دعا کر دیجیے۔ آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: ''اللہ اسے ہدایت دے۔'' یہ کہہ کر آپ نے فوراً دروازہ بند کر لیا اور اس سے بات تک نہ کی۔ یعنی بدمذہب سے اس قدر بیزاری کہ اس سے بات تک کرنا گوارہ نہ کیا۔

یکساں برتاؤ

آپ کے اندر یہ خوبی بدرجۂ اتم موجود ہے کہ سب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں۔ ایسا نہیں کہ غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور مالداروں پر نوازشات کی جائیں۔

ایک مرتبہ ایک سابق منتری کے بیٹے کا پروگرام میں تاریخ لینے کے حوالے سے فون آیا۔ اور عجیب اتفاق کہ اسی تاریخ میں حضرت کو کچھا کے قریب ایک بستی میں کسی غریب کے یہاں جانا تھا۔ تو حضرت نے منتری کے بیٹے سے صاف منع کر دیا۔ اس نے بڑی منت سماجت کی کہ حضرت اس کے یہاں تاریخ آگے پیچھے کر لیجیے۔ مگر حضرت نے فرمایا: نہیں ہمارے یہاں ایسا نہیں ہوتا۔ جب وعدہ ہو چکا، تو ہو چکا۔ اب وہیں جانا ہے۔ آپ کو تاریخ آگے پیچھے کرنی ہو تو آپ کر لیجیے۔ ہمارے یہاں سب کے حقوق یکساں طور پر ادا کئے جاتے ہیں۔ غریبوں، مالداروں میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔

اسی طرح جب آپ نے اپنے قصبہ دھونرا ٹانڈہ میں رات کے پروگرام بند کئے تو آپ کے ماموزاد بھائی جو کہ چیئرمین تھے، انہوں نے اپنے والد صاحب کے حج کے پروگرام پر حضرت کو جلسے میں مدعو کیا۔ آپ نے منع کر دیا اور فرمایا:

"اصول ہم نے سب کے لیے یکساں رکھے ہیں۔ چاہے کوئی اپنا ہو یا غیر، بھائی یا کوئی اور۔" بہر حال آپ وہاں نہیں گئے۔ حالانکہ وہ رشتے دار تھے۔ جانا چاہتے تو جا سکتے تھے۔ مگر آپ نے اصول کے پیش نظر رشتے داری کو نہیں دیکھا، یکسانیت کا مظاہرہ فرمایا۔ اور وہاں نہیں گئے۔

نماز کی پابندی

نماز دین اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ جو ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر دن میں

پانچ مرتبہ فرض ہے۔ بروز حشر سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ جس نے بھی نماز سے رشتہ جوڑ لیا وہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہوا۔ آپ اسلاف کی سیرت کا مطالعہ کریں گے تو یہ بات بخوبی معلوم ہوگی کہ وہ ذوات قدسیہ نہ صرف فرائض بلکہ نوافل کی بھی پابند ہوا کرتی تھیں۔

اس تناظر میں جب ہم مصلح ملت، حضرت علامہ تطہیر احمد رضوی بریلوی مدظلہ العالی کے لیل و نہار کو دیکھتے ہیں تو آپ انتہائی درجے کے پابند صوم و صلوۃ نظر آتے ہیں۔ سفر ہو یا حضر ہر حالت میں آپ نماز کی پابندی فرماتے ہیں۔ صرف نماز نہیں بلکہ باجماعت نماز ادا کرنے کے عادی ہیں۔ چاہے آندھی، بارش یا طوفان ہو۔ یا کیسی ہی سخت سردی گرمی، آپ ہر حالت میں نماز مسجد میں ہی ادا کرتے ہیں۔ پابندئ نماز کے حوالے سے چند نظیریں قارئین کی نذر مطالعہ کرتا ہوں۔

حضرت کے خادم خاص اقبال بھائی بیان کرتے ہیں:

”میں تقریباً 25 سال سے حضرت کی خدمت کر رہا ہوں۔ اس دوران میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضرت کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ فرض نماز تو اپنی جگہ نوافل کے اتنے پابند ہیں کہ ہر نماز کے بعد گھر آکر 10، 20 رکعات نوافل پڑھنا آپ کا معمول ہے۔

ایک مرتبہ کی بات ہے۔ حضرت سخت علیل تھے۔ جس کی وجہ سے ڈاکٹر نے آپ کو بوتل لگا دی جس سے آپ کی آنکھ لگ گئی۔ کچھ دیر میں اچانک آپ کی آنکھ کھل

گئی۔ دیکھا کہ نماز کا وقت اختتام کی طرف ہے۔ تو آپ نے فوراً فرمایا: ''ہٹاؤ اس بوتل کو جو میرے رب کی یاد سے غافل کرنے کا باعث بن رہی ہے۔'' چنانچہ حسبِ حکم بوتل کو ہٹایا گیا۔ اور آپ نے نماز ادا کی۔''

یہ تو حضر میں پابندیٔ نماز کی مثال تھی۔ اب آئیے سفر کے متعلق بھی ملاحظہ کرتے ہیں۔ اقبال بھائی بتاتے ہیں:

اگر حضرت کو کہیں سفر میں جانا ہے۔ تو نماز کا اس قدر اہتمام فرماتے ہیں کہ پہلے ہی سے ٹائم ٹیبل سیٹ کر لیتے کہ کہاں کونسی نماز پڑھنی ہے؟ اور اس وقت سے پہلے ہی وضو وغیرہ سے فارغ ہو کر ٹرین کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جیسے ہی ٹرین رکی فوراً اتر کر نماز ادا کر لی۔ یا اگر نہ بھی رکی تو ٹرین کی گیلری ہی میں ادا کر لی۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ ٹرین اگر رکی ہوئی ہے تو انجن کے پاس میں ہی مصلی بچھا دیا تاکہ ڈرائیور کے سامنے رہیں اور اطمنان سے نماز پڑھ لیں۔ یہ تو ٹرین کا معمول ہے۔

اور اگر بس سے سفر کرنا ہوتا ہے۔ تو پارٹ پارٹ میں سفر کرتے ہیں۔ مثلاً دہلی جانا ہے۔ اگر ظہر پڑھ کے گھر سے چلے تو مرادآباد کا ٹکٹ لیا پھر وہاں اتر کر عصر ادا کر لی۔ پھر وہاں سے اگلا سفر شروع کیا۔ یا پھر پہلے ہی کنڈیکٹر سے بات کر لی اور رکوا کر مغرب پڑھ لی۔

الحاصل یہ کہ نماز کی آپ کو اس قدر فکر لاحق رہتی ہے کہ جب تک نماز نہیں پڑھ لیتے، بہت بے چین رہتے ہیں۔ حضرت جب رات کے پروگرام کرتے تھے تو کئی بار دیکھا۔ کہ واپسی پر اذان فجر میں ایک آدھا گھنٹہ باقی ہے تو بجائے بستر پکڑنے کے

وضو فرما کر مسجد چلے جاتے، جماعت کا انتظار کرتے اور نماز باجماعت ادا کر کے ہی آرام فرماتے۔"

ذوقِ تلاوت

تلاوت قرآن آپ کے معمولاتِ زندگی کا اہم ترین حصہ ہے۔ صبح تہجد کے بعد سے اذان فجر تک تلاوت کرتے ہیں۔ اسی طرح اشراق و چاشت کے بھی بعد کافی دیر تک تلاوت کرنا آپ کا معمول ہے۔ پھر بعد نماز عشاء بستر پر جانے سے پہلے بھی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں۔ آپ اتنی کثرت سے قرآن کی تلاوت کرتے ہیں کہ بہت سے حفاظ بھی قرآن کی تلاوت کی طرف اس قدر توجہ نہیں دے پاتے۔ بارہا ایسا بھی ہوا کہ تراویح میں امام کو اگر کوئی مغالطہ ہوا تو اس کو بھی لقمہ دے دیا۔ حضرت کے بھتیجے نے بیان کیا کہ ہم تو حیران رہ جاتے ہیں کہ ہم حافظ ہو کر اتنی مضبوطی سے آیات و سورت کو یاد نہیں رکھ پاتے۔ اور حضرت بغیر حفظ کیے ہی ان آیات کو برملا سنا دیتے ہیں۔

اقبال بھائی بیان کرتے ہیں:

"اگر حضرت کسی سفر میں جا رہے ہیں تب بھی تلاوتِ قرآن پاک کو ناغہ نہیں ہونے دیتے بلکہ ہم سے موبائل لے کر موبائل ہی میں تلاوت فرما لیتے ہیں۔"

اے کاش ہمیں بھی صدقہ نصیب ہو آمین۔

دین کے کاموں میں اخلاص

آپ دین حنیف کے ایک عظیم اور مخلص مبلغ اور مصلح ہیں۔ تاریخ گواہ ہے وعظ وتقریر پر کبھی آپ نے معاوضہ طلب نہیں کیا۔اور دور حاضر میں آپ کا یہ طرۂ امتیاز ہے۔ بڑے بڑے خطباء کو دیکھا گیا کہ دنیا طلبی کے تئیں چند ٹکوں کے عوض بک جاتے ہیں۔ جب کہ آپ کا حال یہ ہے کہ آپ نے اپنے خادم اقبال بھائی سے کہہ رکھا ہے کہ اگر کوئی پیسہ طے کرنیے کی بات کرے تو فوراً منع کر دینا کہ ہم پیسے طے نہیں کرتے۔

اقبال بھائی بیان کرتے ہیں:

"بارہا ایسا بھی ہوا ہے کہ ہم اپنی جیب سے گاڑی میں ہزار دو ہزار کا پیٹرول ڈلوا کر پروگرام میں گئے اور میزبان نے صرف 500 روپے تھما دیے۔ تو آپ نے اس پر کبھی ناگواری کا اظہار نہیں کیا بلکہ رب کا شکر ادا کیا اور فرمایا: "چلو ہمیں کچھ ثواب بھی مل گیا۔ اور اگر کسی غریب نے پروگرام میں بلایا تو اس سے پیسے لینے سے صاف منع کر دیا۔ اگر کسی مالدار نے بلایا اور رقم زیادہ دے دی تو حسب ضرورت رکھ لیے اور مابقیہ واپس کر دیئے۔ اور اس کو بول دیا اپنی مسجد کے امام صاحب کو دے دینا یا فلاں مدرسے میں دے دینا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے، ممبئی سے ایک مولانا کا تاریخ کے بابت فون آیا اور انہوں نے کہا کہ حضرت فلائٹ کا ٹکٹ بنوا دیتا ہوں حضرت نے فرمایا میں ٹرین ہی سے آجاؤں گا۔ وہ پیسہ کسی مسجد کے امام صاحب کو دینا۔ اسراف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بہار کے کسی علاقے میں حضرت خطاب کے لیے گئے ہوئے تھے۔ واپسی پر میزبان نے حضرت کو ایک لفافہ دیا اور ساتھ میں موجود ایک شاعر کو ایک لفافہ دیا۔ اس شاعر نے حضرت سے پوچھ لیا کہ حضرت آپ کو کتنے پیسے ملے ہیں؟ حضرت نے فرمایا: میں دیکھتا ہی نہیں ہوں جتنے ہوں گے دیکھا جائے گا۔ اس کے پیہم اصرار پر جب حضرت نے لفافہ کھولا تو اس میں بہت کم پیسے تھے اور شاعر کے زیادہ تھے۔ تو اس نے حضرت سے کہا حضرت میرے پیسے زیادہ ہیں۔ تو حضرت نے فرمایا: ''ثواب مجھے زیادہ ملے گا یا آپ کو؟ ثواب میں اگر ہمارے کچھ کمی ہو تو بتانا۔'' یعنی آپ کو مال کا کبھی لالچ نہیں ہوا بلکہ خلوص کے ساتھ ہمیشہ ملت بیضاء کی اصلاح کی خاطر دینی خدمت انجام دی۔

معمولات زندگی

انسانی زندگی میں وقت کی بڑی اہمیت ہے۔ اگر ہم اپنے وقت کو کاموں میں تقسیم کر لیں تو وقت برباد ہونے سے بھی بچ جائے گا اور بہت سے وہ کام جو فقط ارمان بنے ہوتے ہیں وہ بھی پورے ہو جائیں گے۔ مصلح قوم وملت حضرت علامہ تطہیر احمد رضوی مدظلہ العالی کو اللہ تعالیٰ نے وقت کی قدر دانی جیسی عظیم نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ دام ظلہ کے معمولات زندگی کچھ اس طرح ہیں۔

صبح اذان فجر سے قبل بیدار ہو جاتے ہیں۔ تہجد اور دیگر معمولات (اوراد ووظائف) سے فارغ ہو کر تلاوت میں مصروف رہتے ہیں یہاں تک کہ اذان فجر ہو

جاتی ہے۔ نماز فجر مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لاتے ہیں اور مختصر ناشتہ کر کے پھر اشراق و چاشت کے نوافل ادا کرتے ہیں۔ بعدہ ''دلائل الخیرات'' کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کے بعد لائبریری میں چلے جاتے ہیں اور 12:30 تک تحریری و تصنیفی کام کرتے ہیں۔

پھر دوپہر کا کھانا تناول کر کے کچھ دیر قیلولہ فرماتے ہیں۔ پھر نماز ظہر کے لیے مسجد چلے جاتے ہیں اور نماز کے بعد گھر آ کر کچھ رکعت نوافل ادا کرتے ہیں۔ اس کے بعد بڑے دنوں میں کچھ آرام کر لیتے ہیں ورنہ لائبریری میں جا کر محو مطالعہ ہو جاتے ہیں اور یہ سلسلہ عصر تک جاری و ساری رہتا ہے۔

پھر نماز عصر ادا کرتے ہیں اس کے بعد اگر کسی فاتحہ میں جانا ہوا تو وہاں چلے گئے ورنہ گھر کی بیٹھک میں تشریف رکھتے ہیں اگر کوئی ملنے والا آ گیا تو ملاقات کرتے ہیں، ورنہ اپنی کتاب ''ذکر و دعا'' سے اوراد و وظائف کی تلاوت کرتے ہیں، یہاں تک کہ نماز مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔ نماز مغرب سے فارغ ہو کر گھر آ کر صلوٰۃ الاوابین ادا کرتے ہیں۔ پھر شام کا کھانا تناول فرماتے ہیں اور کچھ چہل قدمی فرماتے ہیں یہاں تک کہ عشاء کا وقت ہو جاتا ہے۔ پھر عشاء مسجد میں ادا کرتے ہیں اور گھر آ کر نوافل، تلاوت اور ذکر و دعا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بعدہ جلد ہی آرام کے لیے بستر پر تشریف لے جاتے ہیں۔ اس طرح آپ دامت برکاتہم العالیہ خود کو ان امور خیر میں مصروف رکھتے ہیں۔

باب دوم

تصنیفات

مصلح ملت، حضرت علامہ و مولانا تطہیر احمد صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ ایک بہترین کہنہ مشق مصنف بھی ہیں۔ ہر بار نئے عنوان کے ساتھ بزم تصنیف میں جلوہ بار ہوتے ہیں۔ آپ کی کتب اصلاح اعمال و عقائد کی ترجمان اور عوام و خواص دونوں کے لیے یکسر سود مند ہوتی ہیں۔ درجنوں کتب چھپ کر منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور بعض کتب کی کئی کئی بار اشاعت ہو چکی ہے۔ ہم ذیل میں آپ کی تصنیفات کو اختصار کے ساتھ متعارف کرواتے ہیں۔

حدیثوں کی روشنی

یہ کتاب بڑے صاف اور سلجھے ہوئے انداز میں تقریباً 200 احادیث کو (جو عقائد حق اہل سنت و جماعت کی تائید میں ہیں) اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے۔

غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح

اس کتاب میں آپ دامت برکاتہم العالیہ نے معاشرے میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں اور بے بنیاد باتوں کا قرآن و حدیث کی روشنی میں ازالہ فرمایا۔

تقلید شخصی ضروری ہے

یہ مسئلۂ تقلید پر جماعت اہل حدیث کی طرف سے کتابچے کی شکل میں شائع

ہونے والے پچاس سوالوں کا جواب ہے۔ پڑھتے وقت آپ کو ایسا لگے گا جیسے آپ کوئی مناظرہ دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔

تصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں

اس کتاب میں اللہ والوں کی شان وعظمت بیان کی گئی ہے اور تصوف کی مخالفت کرنے والے فرقۂ اہل حدیث اور مودودیت کا قرآن وحدیث سے رد کیا ہے۔

محرم میں کیا جائز کیا ناجائز

اس کتاب میں محرم میں معاشرے میں رائج غیر شرعی رسومات جن کا اہل سنت وجماعت سے دور کا بھی تعلق نہیں جو سراسر روافض وخوارج کا شعار ہیں۔ ان کا قرآن وحدیث کی روشنی میں رد بلیغ فرمایا گیا اور جو امور محرم میں جائز ومستحب اور مطلوب ہیں ان کی نشاندہی کی گئی۔

ذکر خدا اور امام احمد رضا

جب کچھ بدمذہبوں نے کذب بیانی اور بہتان تراشی کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ پر الزام لگایا کہ یہ صرف عشق رسول کی بات کرتے ہیں یا بزرگوں کے گن گاتے ہیں۔ اللہ کا ذکر کرنا یا سننا ان کو گوارا نہیں۔ جیسا کہ اہل حدیث کے ایک نامور عالم احسان الٰہی ظہیر نے یہ لکھ دیا: جناب بریلوی نے اللہ تعالی سے کبھی مدد نہ مانگی یا اللہ مدد فرما نہیں بلکہ ہمیشہ کہتے یا غوث مدد فرما (البریلویہ مترجم، ص:۱۰۸)

☆☆☆

اسی طرح ایک اور مولوی خالد صاحب یوں لکھتے ہیں: بریلوی مولوی درود ابراہیمی سے بہت تنگ ہیں کیوں کہ اس میں اللہ کا نام آتا ہے۔ اور بریلوی علماء درود شریف سے اللہ کے نام کو فارغ کرنا چاہتے ہیں۔ (مطالعۂ بریلویت، ج:۲، ص:۴۲۳)

تو حضرت علامہ تطہیر صاحب قبلہ نے ان کا رد کرتے ہوئے ''ذکر خدا اور امام احمد رضا'' تصنیف فرمائی جس میں اعلیٰ حضرت کی تصنیفات، ملفوظات و معمولات سے ثابت کر کے بہتان تراشوں کو دنداں شکن جواب دیا۔

امام اور مقتدی

آج جو ناروا سلوک ائمۂ مساجد کے ساتھ کیا جا رہا ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ اولاً تو مستقل طور پر امام کو ایک مسجد میں رہنا ہی بڑا دشوار کن امر ہے کہ ایک ماہ صحیح سے نہیں گزرتا، مسجد کی کمیٹی امام کو نکالنے کے منصوبے بنانے لگتی ہے۔

ثانیاً تنخواہ کوئی خاطر خواہ نہیں جس سے اس کے گھر تو کیا اپنا خود کا ہی سے گزر بسر بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ مقتدیوں کی خواہش ہوتی ہے کہ امام غلام بن کر رہے، مسجد کی جھاڑو لگائے اور صاف صفائی رکھے۔ اور اگر کبھی کبھار رہ جائے تو محلہ کے بوڑھوں کا سیخ پا ہونا اور گھر کا سارا غصہ امام پر اتارنا، اسی طرح امام کی چھوٹی بڑی غلطی و کوتاہی پر نظر رکھنا۔ یہ وہ تمام باتیں ہیں جو آج اماموں کی غالب اکثریت کو درپیش ہیں۔ اور اس میں ساری غلطی مقتدیوں کی نہیں ہے بلکہ خاصا کردار ائمہ کا بھی ہے۔

مثلاً نمازوں میں بروقت حاضر نہ ہونا، سنت قبلیہ ترک کرنا یا حجرے میں ہی

ادا کرنا (بلکہ جہاں تک ہو سکے امام کو تو سنن قبلیہ مسجد ہی میں ادا کرنے کا التزام کرنا چاہیے تاکہ لوگ بدگمان ہونے سے بچیں۔) نماز میں تعجیل کرنا، محلہ کی بیٹھکوں میں گپ شپ کرنا، حقہ بیڑی سگریٹ پینا وغیرہ وغیرہ۔ یعنی امام کو بھی ان تمام باتوں سے بچنا از حد ضروری ہے جن سے عوام متنفر ہو اور انگشت نمائی کا موقع ملے۔

الحاصل امام صاحب اور مقتدی حضرات کو انہیں تمام امور کی طرف توجہ دلانے کے واسطے آپ دامت برکاتہم العالیہ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی تاکہ امام و مقتدی دونوں ایک دوسرے سے ہم آہنگ رہیں اور بدگمان ہونے سے بچیں۔ اور معاشرہ امن وامان کا گہوارہ بن سکے۔

دین کی بنیاد آسانی پر

ہم اس کتاب کی قدر و قیمت حضرت علامہ فردین احمد خان رضوی، بریلی شریف کے الفاظ میں سمجھتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جبر و کار نہیں ہے یہ عشق و مستی ہے

طلوعِ آفتاب اسلام نے گم گشتگان راہ انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کا راستہ خوب صاف و واضح کر دیا۔ اور جب سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے ہیں انسانی زندگی کو ایک مکمل ضابطۂ حیات اور قیامت تک کے لیے ایک کارگر نمونۂ عمل مل گیا ہے۔ اگر ہم قدیم انسانی ثقافتوں کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلے کے انسان نہایت محنت کش، ساعی اور جفاکش ہوا کرتے تھے۔

اپنی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وہ بہت جاں فشانی اور جدو جہد کیا کرتے تھے ۔یہاں تک کہ کھانے، کپڑوں اور مکان کے لیے لمبی مسافتیں پیدل طے کیا کرتے تھے۔ مگر آج ہم جس وقت میں جی رہے ہیں وہ بہت تن آسانی اور سہل پسندی کا دور ہے۔

آج کا انسان نہایت کاہل، سست اور نکما ہو چکا ہے اسے اپنی تمام ضرورتیں جنبش لب پر حاضر چاہیے۔اسی تبدیلی کو پہلے سے بھانپتے ہوئے مستشرقین اور نام نہاد ایکس مسلمس (مُرتدّین) نے ایک نیا حربہ ایجاد کیا ہے جس سے وہ لوگوں کو اسلام سے دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور وہ ہے اسلام کے قوانین اور پابندیوں کو توڑ مروڑ کر پیش کر کے لوگوں میں یہ تاثر دینا کہ دراصل اسلام پر عمل کرنا آج کے وقت میں ممکن ہی نہیں ہے۔ان کا کہنا ہے کہ موجودہ وقت کا انسان بہت بِزی رہتا ہے ایسے میں دین کا دخل اس کی زندگی میں صرف چھٹیوں کے دنوں میں ہونا چاہیے۔ورنہ روز مرہ میں اس پر عمل تو ممکن ہی نہیں ہے۔(نعوذ باللہ من ذلك)

یہ تو ایک منصوبہ بند اور باقاعدہ منظم سازش ہے جو اپنے طور پر لوگوں کے دلوں میں زہر گھولنے کا کام کر رہی ہے مگر ایک ایسا طبقہ جاہل عوام کا بھی ہے جو غیر شعوری طور پر اس تحریک کو فروغ دے رہا ہے۔اور وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے بچوں سے اس طرح کی باتیں کہتے ہیں: ”اسلام میں تو اتنی باریکیاں ہیں کہ کوئی مکمل طور پر اس پر چل ہی نہیں سکتا۔ہم تو گناہ گار لوگ ہیں پتا نہیں قدم قدم پر ہم سے کون کون سے گناہ ہو رہے ہیں۔“ مجھے یقین ہے کہ اس طرح کے جملے آپ پہلی بار نہیں سن

رہے ہیں بلکہ اگر آپ کسی بڑے سے پوچھیں تو بہت ممکن ہے کہ وہ کہیں کہ ہاں بڑی بوڑھیاں یہی فرمایا کرتی تھیں۔

یہ دونوں ہی طبقے ملت کے لیے زہر ہلاہل کا کام کر رہے ہیں۔ وہیں چند نام نہاد مصلحین ایسے ہیں جو آسانی کے نام پر اسلام کی صورت ہی مسخ کر دینا چاہتے ہیں۔ ابو لیث مالکی اور ذاکر نائیک جیسے شیاطین ان میں سر فہرست ہیں۔ یہ لوگ ہر اس چیز پر جائز کا ٹیگ لگانے کو رازی ہیں جسے طبیعت پسند کرے یا جس سے طبع آوارہ کو مزا ملے۔ اسلام ایک ایسا آفاقی مذہب ہے جو کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا، کسی سے بے جا زور زبردستی کی اجازت نہیں دیتا اور جو عین فطرت انسانی کے موافق ہے۔ جہاں اسلام میں پابندیاں ہیں وہیں مجبوریوں میں ان پابندیوں میں رخصت اور تخفیف کا بھی انتظام موجود ہے۔ جہاں انسانوں کی بھلائی کے لیے کسی چیز سے انہیں منع کیا گیا ہے وہیں مجبوراً قدر ضرورت استعمال پر بھی قدغن نہیں لگایا گیا ہے۔

اس باب میں سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت، امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و الرضوان کا رسالہ مبارکہ جلي النص في أماكن الرخص دیدنی ہے۔ جہاں آپ نے شریعت میں مقاماتِ رخصت کی نشاندہی بہت ہی احسن انداز میں فرمائی ہے اور خوب دلائل سے خدائی قوانین کی وسعت کو ثابت فرمایا ہے۔ وہیں دوسری طرف آپ کے فتاویٰ میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ کسی ضرورت دینی کے سبب بقدر ضرورت اپنے امام کے علاوہ کی تقلید جسے تقلید غیر ان کہا جاتا ہے، جائز ہے۔

مگر آج کی سہل پسند عوام کے سامنے ایسے دقیق اور خوض طلب رسالے کا تذکرہ چہ معنی؟ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام پر کیے گئے ان اعتراضات کا اور عوام کالانعام کے اوہام کا آسان اور سہل انداز میں جواب دیا جائے تاکہ کم پڑھے لکھے لوگ اپنے ایمان و عقیدے کی حفاظت کر سکیں اور شیاطین کے مکر و فریب میں مبتلا ہو کر اس گراں قدر سرمایہ کو برباد نہ کر بیٹھیں۔

میرے ایک عزیز جناب ناظم رضا رضوی کے ذریعے مجھے بتایا گیا کہ حضرت مولانا تطہیر احمد رضوی صاحب نے اسی موضوع سے متعلق ایک کتاب "دین کی بنیاد آسانی پر" تصنیف فرمائی ہے۔ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ کتاب کا تو میں اپنی گوں نہ گوں مصروفیات کے چلتے مطالعہ نہ کر سکا ہاں البتہ فہرست مضامین پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ مجھے خوشی اور اطمینان ہوا کہ علماء کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی ہے اور اب اس نہج پر کام کا آغاز ہو چکا ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مصنف موصوف کو ان کی تمام مساعی کا بہترین صلہ عطا فرمائے اور کتاب مذکورہ کو مفید ہر خاص و عام بنائے اور ہم سب کو مسلک حقہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ و یٰس

دیگر کتب

(۹)آؤ دین پر چلیں (۱۰)رمضان کا تحفہ (۱۱)درمیانی امت (۱۲)شادی بیاہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات (۱۳)مزارات پر حاضری (۱۴)خدا کو یاد کر پیارے (۱۵)دین کی بنیاد آسانی پر (۱۶)فروعی اختلافات کی شرعی حیثیت (۱۷)مسائل میت، وغیرہ۔

باب سوم

ملفوظات وارشادات

- علماء اہل سنت، خطباء و مقررین عوام کے سامنے اللہ رب العزت کے بارے میں جو اہل سنت کے عقائد ہیں خاص کر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے اپنے رسالے اعتقاد الاحباب (منسلک فتویٰ رضویہ جدید جلد (29) میں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اس کی قدرت و وحدت، شان و عظمت، یکتائی و بے نیازی سے متعلق جو نظریات تحریر فرمائے ہیں ان کو آسان زبان میں بیان کریں۔ ہر تقریر کے شروع میں کم از کم دس پانچ منٹ شانِ الوہیت و ربوبیت بھی بیان فرمائیں۔
- لوگ جب بیمار ہو جاتے ہیں تو پرہیزی، سادے کھانے کھاتے ہیں اگر پہلے سے اس کی عادت بنائیں تو بیمار ہی کیوں ہوں؟ مگر آج کل پیسے کی زیادتی انھیں ایسا کرنے نہیں دے گی۔
- بغیر بھوک کے کبھی نہ کھائیں اور جب کھائیں تو خوراک سے تھوڑا کم کھائیں۔
- زیادہ ذائقے دار لذیذ غذائیں کھانے کی عادت نہ ڈالیں۔ یہ مزیدار ہونے کی وجہ سے زیادہ کھائے جاتے ہیں اور زیادہ کھانا بیماریوں کی جڑ ہے۔
- ایک ساتھ کئی طرح کے کھانے نہ کھائیں۔
- ہفتے میں ایک فاقہ ضرور کریں پیر یا جمعرات کا روزہ رکھ لیں تو دین و دنیا دونوں کا بھلا ہے۔
- زیادہ گرم زیادہ ٹھنڈے کھانے پینے سے بچیں۔

- باریک آٹے خاص کر میدہ استعمال ہرگز نہ کریں۔ کھانے پینے پہننے اوڑھنے کی چیزوں میں اوپر کی خوبصورتی نہ دیکھیں اندر کی خوبی دیکھیں۔
- کھانے کے بعد فوراً پیشاب کرنا بہت سی بیماریوں سے بچاتا ہے۔
- کھڑے ہو کر کھانے پینے سے بچیں۔
- ہفتے میں ایک دو بار سے زیادہ گوشت نہ کھائیں۔ بڑھاپا شروع ہو تو اس میں اور کمی کر دیں۔
- ہر قسم کے نشوں سے دور بھاگیں۔
- موٹے گدوں پر ہرگز نہ سوئیں۔ بچھونے یا دری کا استعمال کریں۔ جاڑوں میں کپاس کی روئی کے گدے اور لحاف استعمال کریں۔
- موج مستی، عیش پرستی کیلیے طاقت کی دوائیوں کا استعمال نہ کریں۔
- رات کو جلدی سونے اور صبح کو جلدی اٹھنے کی عادت ڈالیں۔
- بند مکانات نہ بنائیں۔ آنگن اور برآمدے ضرور رکھیں۔
- جو بچے پڑھنے لکھنے میں زیادہ کامیاب نہ معلوم ہوتے ہوں ان پر زیادہ دماغی بوجھ ڈالنے کے بجائے کوئی ہنر، دستکاری وغیرہ سکھائیں۔ کمزور دماغ کے بچوں پر پڑھائی لکھائی کا زیادہ بوجھ خطرے کی گھنٹی ہے۔
- جب بچے جوان ہو جائیں تو ان کی شادی میں جلدی کریں۔ رشتہ ڈھونڈھنے میں تھوڑا بہت دیکھیں، باقی بھروسہ اللہ پر کریں۔
- فلموں، گندی ناولوں، افسانوں، کہانیوں اور تصویروں کو دیکھنے سے بچیں۔

- نئے زمانے کے فیشنیبل کھانے پینے، پہننے اوڑھنے اور رہنے سہنے کے طریقے زیادہ تر تندرستی کیلیے نقصان دینے والے ہیں۔ ان سے خود بھی بچیں اور بچوں کو بچائیں۔
- گرمیوں میں بجلی کے پنکھوں، کولروں اور اے سی کا استعمال سخت ضرورت کے وقت کریں۔ ان کے عادی نہ بنیں۔ کبھی کبھی بدن سے کچھ پسینہ بھی نکلنا چاہیئے۔
- آمدنی بڑھانے کے بجائے اپنے اور گھر والوں کے خرچے کم کریں۔ زیادہ کمانے کی فکر دماغی بیمار بناتی ہے۔
- گھر کے سامان کم رکھیں۔ انکی زیادتی دماغ کو کمزور کرتی ہے۔ ضرورت کے لائق کپڑے اور برتن بھانڈے رکھیں، شوقین نہ بنیں۔
- چاہیں غریب رہیں لیکن ناجائز راستوں اور بے رحمی سے نہ کمائیں۔
- خود پریشان، دکھی رہ لیں۔ اپنی ذات سے دوسروں کو دکھ نہ پہنچائیں۔
- ایک دوسرے کی دنیوی غلطیوں، خطاؤں، ظلم وزیادتیوں کا بدلہ لینے کے بجائے انھیں معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔
- اگر آپ سے کسی کو تکلیف پہنچی، آپ نے ناحق کسی کا دل دکھایا یا کسی کی بے ایمانی کی یا حق دبایا تو آپ کے لیے نہ کوئی دوا ہے نہ علاج نہ تعویذ نہ گنڈا۔ جب تک وہ معاف نہ کرے یا آپ اس کا حق واپس نہ کردیں۔
- دعا تعویذ اور دوا علاج کے لیے مارے مارے پھرنے والو! اکیلے میں بیٹھ کر سوچا کرو۔ تم نے کس کس کے ساتھ کیا کیا ہے۔ اور اللہ ہر کھلے چھپے کو جانتا ہے۔

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی اور افضل سنت اللہ تعالیٰ کا ذکر و شکر کرنا ہے۔
- اسلام کا صرف ایک قانون (زکاۃ) دنیا سے غریبی مٹا سکتا ہے۔
- صرف کمیاں ٹٹولنے والے اپنے نہیں ہوتے بلکہ اپنے تو وہ ہیں جو خوبیوں پر دعائیں بھی دیتے ہیں اور خامیوں کی اصلاح بھی فرماتے ہیں۔
- آپسی فروعی اختلافات کو عوام کے سامنے نہ لایا جائے۔ اس قسم کے اختلافات کو مل جل کر، بیٹھ کر یا خط و کتابت کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جائے۔
- اپنی خداداد طاقت اور عوامی مقبولیت ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے استعمال نہ کی جائے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔ وہ جب چاہے لے بھی سکتا ہے۔ اور بے شک علم والے وہی ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔

باب چہارم

مصلح ملت علماء ومشائخ کی نظر میں

فقیر (غلام سبحانی) نے بچپن سے ہی سیدی والد گرامی دامت برکاتہم العالیہ کی زبانی حضرت کا ذکر خیر بکثرت سنا۔ ابو جی کی لائبریری میں حضرت کی متعدّد تصنیفات کو بار بار دیکھنے اور پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ میرے والد گرامی حضرت علامہ تطہیر احمد رضوی مدظلہ سے بہت زیادہ محبت فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں نے وجہ دریافت کی تو فرمانے لگے: ”دراصل بات یہ ہے کہ علامہ تطہیر صاحب قبلہ ایک بامقصد، شریعت وسنت کے سانچے میں ڈھلے ہوئے متبحر عالم دین ہیں۔ وہ کوئی پیشہ ور خطیب نہیں بلکہ امت مسلمہ کے انتہائی درمند اور خیر خواہ مصلح ہیں۔ اسی وجہ سے مجھے حضرت سے قلبی لگاؤ ہے۔“ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی میرا بریلی شریف جانا ہوتا ہے تو سیدی والد گرامی لازمی فرماتے ہیں کہ علامہ تطہیر صاحب قبلہ کی اگر کوئی نئی کتاب مارکیٹ میں آئی ہو تو ضرور بالضرور لے آنا۔

ایک مرتبہ والد صاحب کے ساتھ عرس رضوی پر جانے کا اتفاق ہوا دیکھا کہ اسلامیہ انٹر کالج میں جہاں کتابوں کے اسٹال لگے ہوتے ہیں وہاں والد صاحب کسی مکتبے کو تلاش کر رہے ہیں۔ پوچھنے پر بتایا: ”علامہ تطہیر صاحب کی کتابوں والا مکتبہ تلاش کر رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے حضرت کی کوئی نئی کتاب مارکیٹ میں آئی ہو اسی کو لے لیا جائے۔“ یعنی والد گرامی کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے کہ مصلح ملت کی ہر کتاب پہلی

فرصت میں خریدی جائے۔ اسی واسطے مجھ فقیر کو بھی عہد طالب علمی ہی سے یہ دلی تمنا تھی کہ ایسی عظیم شخصیت سے کم از کم زندگی میں ایک مرتبہ تو ضرور ملاقات اور زیارت ہو۔ مگر عہد طالب علمی میں تو چھٹی نہ ملنے پر اور فراغت کے بعد تدریسی مصروفیات کے باعث ملاقات کا موقع نہ مل سکا۔

اس سال تعطیل کلاں میں موقعے کو غنیمت سمجھتے ہوئے بریلی شریف سے واپسی پر علامہ صاحب کے آبائی گاؤں جاکر ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور یہ ایک یادگار ملاقات رہی۔ جیسا سنا تھا اس سے کہیں زیادہ محاسن وکمالات کا جامع پایا۔ اس ملاقات میں سادگی کے جو عناصر بندۂ ناچیز نے بنفس نفیس دیکھے ان کو یہاں ذکر کرنا بے حد ضروری سمجھتا ہوں۔

بروز جمعہ دوپہر کے وقت ہم حضرت کے کاشانۂ اقدس پہ پہنچے۔ حضرت انتہائی محبت سے پیش آئے۔ اور کافی دیر تک ملاقات کا سلسلہ جاری وساری رہا۔ پھر جب ظہر کا وقت ہوا اور نماز سے فارغ ہوکر ہم کھانے کے لیے بیٹھے تو دیکھا کہ حضرت نے ہمارے لیے تو عمدہ لذیذ بریانی کا اہتمام کیا ہے۔ مگر اپنے لیے گھر میں بنے سادہ دال چاول منگوائے اور اس پر پانی ڈال کر تناول کرنے لگے۔ اس بات نے مجھے ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور مجھ سے رہا نہیں گیا۔ میں نے برجستہ حضرت سے دریافت کیا: حضور یوں تو کھانے کا سارا ذائقہ ختم ہو جائے گا۔ تو حضرت فرمانے لگے: ”ذائقہ ختم کرکے ہی تو مزہ ہے، تاکہ نفس موٹا نہ ہو اور مزید مرغن اور لذیذ غذا کا متلاشی نہ ہو بلکہ صبر وقناعت کا عادی بن جائے۔“

اللہ اللہ! حضرت کس قدر اپنے نفس کے ساتھ جہاد فرماتے ہیں۔ اور ایک ہم ہیں کہ نفس نے خواہش کیا کی فوراً اس کے حضور لبیک کہتے ہوئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور فوراً خواہشات کی تکمیل کر دیتے ہیں۔ اللہ جل مجدہ ہمیں بھی اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جب کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت گھر میں گئے اور پلیٹ میں کچھ کھجوریں لے کر آئے اور فرمانے لگے: ''لیجیے اب منہ بھی میٹھا کیجئے۔'' اس واقعہ سے آپ کی عاجزی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ اگر چاہتے تو اپنے کسی خادم یا گھر کے کسی فرد سے کھجوریں منگوا سکتے تھے مگر حضرت خود لے کر آئے۔

اسی طرح حضرت کی نفس کشی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ہم تقریباً دو سے تین گھنٹے حضرت کی بارگاہ میں حاضر رہے مگر آپ نے اتنی گرمی میں بھی الیکٹرانک پنکھا نہیں چلایا بلکہ دستی لکڑی کا پنکھا استعمال کرتے رہے۔ موسم گرما میں ہر شخص چاہتا ہے ٹھنڈا ماحول ہو اور اے سی کولر چل رہے ہوں۔ مگر حضرت نے قطعاً اس کو پسند نہیں کیا بلکہ دستی پنکھا ہلاتے رہے۔ اس واقعہ سے ان لوگوں کو درس لینا چاہیے جو عیش وآرائش کے دل دادہ ہو چکے ہیں اور خوف آخرت ان کے دلوں سے نکل چکا ہے اور آتش جہنم سے اپنے آپ کو بالکل آزاد سمجھے ہیں۔

ذیل میں ہم حضور مصلح ملت دامت برکاتہم العالیہ کے حوالے سے اہل سنت وجماعت کے مفتیان عظام اور علمائے کرام کی آراء، خیالات اور تاثرات پیش کریں گے۔ ان کا مطالعہ آپ پر حضور مصلح ملت کی شخصیت کی قدر و منزلت اور مقام و مرتبے

کی بلندی کو واضح کرے گا۔

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ

مفتی مصطفٰی رضا خان علیہ الرحمہ

حضور مصلح ملت کا دور طالب علمی کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ مفتی جہانگیر خاں صاحب علیہ الرحمہ (شیخ الحدیث جامعہ منظر اسلام) کے ساتھ اپنے مرشد گرامی حضور مفتی اعظم ہند سے ملاقات کے لیے آپ کے کاشانۂ اقدس پہ حاضر ہوئے تو سرکار مفتی اعظم ہند نے مفتی جہانگیر صاحب قبلہ سے پوچھ لیا کہ یہ کون ہیں؟ مفتی صاحب نے حضرت کا نام "تطہیر احمد" بتا دیا۔ نام سنتے ہی سرکار مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی زبان سے برجستہ سبحان اللہ نکلا۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی کہ مستقبل میں ان کے وجود سے قوم وملت کو ایمان وعقیدے کی طہارت حاصل ہوگی۔ اسی واسطے آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے آپ کا نام سنتے ہی برملا سبحان اللہ جاری ہوگیا۔

تاج الشریعہ علامہ مفتی

اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ

تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ آپ پر انتہائی مشفق ومہربان تھے۔ بارہا ایسا بھی ہوا کہ کسی نے حضرت سے آکر تاریخ طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تاریخ لینی ہے تو مولانا تطہیر صاحب کی لیجیے۔ یعنی آپ کو مولانا تطہیر صاحب پر

اس قدر اعتماد تھا کہ تاریخ کے لیے آپ کا انتخاب فرماتے۔

اسی طرح ایک مرتبہ بریلی شریف میں ایک کانفرس تھی جس میں شرکت کے لیے حضرت علامہ تطہیر صاحب قبلہ کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ جب آپ تاج الشریعہ کے کاشانے پہ پہونچے تو حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ حضرت کو دیکھتے ہی ازراہ شفقت کھڑے ہوگئے اور اکرام واحترام فرمایا۔

اشرف الفقہاء

مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ

مفتی اعظم مہاراشٹر، اشرف الفقہاء، مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ بھی آپ سے انتہائی متاثر تھے۔ ایک نظیر ملاحظہ فرمائیں:

صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر علامہ تطہیر صاحب قبلہ تقریر کرکے فارغ ہوئے تو اشرف الفقہاء، مفتی مجیب اشرف رضوی علیہ الرحمہ نے آپ کو گلے لگاکر فرمایا: اب تک تو آپ کے بارے میں سنتا رہا ہوں، آج دیکھ بھی لیا۔ جیسا سنا تھا اس سے کہیں زیادہ خوبیوں کا مالک پایا۔

گلِ گلزار برکاتیت، رفیق ملت

حضرت الحاج الشاہ سید نجیب حیدر میاں

برکاتی مارہروی دام ظلہ العالی

یوں تو خانوادۂ برکات کا بچہ بچہ ہی آپ کو محبوب رکھتا ہے۔ مگر رفیق ملت،

سید نجیب میاں کی آپ پر مخصوص عنایات ہیں۔ایک مرتبہ ناگپور کی سرزمین پر حضور رفیق ملت اور حضرت علامہ تطہیر صاحب قبلہ کسی پروگرام میں گئے ہوئے تھے۔ جب نماز مغرب کا وقت ہوا تو اعلان ہوا کہ نماز حضرت نجیب میاں پڑھائیں گے۔ پبلک جمع ہو گئی۔ جب جماعت کا وقت ہوا تو حضرت نجیب میاں نے آپ کو مصلی امامت پہ کھڑا کر دیا۔ حضرت مولانا تطہیر صاحب نے کافی منع کیا مگر حضرت نہ مانے اور فرمایا: ”آپ نماز پڑھائیں۔ مجھے معلوم ہے آپ کیا ہیں۔ یہ کیا جانیں آپ کے مرتبے کو۔“ اس طرح حضرت نجیب میاں کے پیہم اصرار پر حضرت نے ہی نماز پڑھائی۔

حضرت نجیب میاں صاحب قبلہ مزید فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ہماری اور مولانا تطہیر صاحب کی ملاقات لکھنؤ کے ایک جلسے میں ہوئی۔ جب نذرانے کا لفافہ مولانا تطہیر صاحب قبلہ کے پاس آیا تو آپ رونے لگے۔ میں نے حیرانگی سے پوچھا حضرت کیا ہوا؟ تو فرمانے لگے: ”قوم نے دماغ خراب کر رکھا ہے۔ مولویوں کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔ ہمیں دیکھیے اور یہ موٹے نذرانے کے لفافے دیکھیے۔ یہ اتنی اتنی خطیر رقم دے کر انہوں نے ہمیں برباد کر دیا کہ ہم غریبوں کو نہیں دیکھتے۔“ حضرت نجیب میاں قبلہ فرماتے ہیں: مجھے بڑا تعجب ہوا کہ کچھ لوگ نذرانہ کم ہونے پہ روتے ہیں اور یہ نذرانہ زیادہ ہونے پر رو رہے ہیں۔

☆☆☆

بحر العرفان سندالعلماء

مفتی محمد آفاق احمد مجددی علیہ الرحمہ

بانی الجامعۃ الاحمدیہ السنیہ، قنوج

بحر العرفان حضرت علامہ مفتی محمد آفاق احمد مجددی علیہ الرحمہ 2014ء میں الجامعۃ الاحمدیہ میں منعقد ہونے والی جشن ختم بخاری شریف کی محفل میں حضرت علامہ تطہیر احمد صاحب کے بابت کچھ یوں گویا ہوئے:

ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہمارے اجلاس میں ہمیشہ صالح، نیک علماء شریک ہوں۔ حضرت علامہ مفتی تطہیر احمد صاحب کو ہم اس زمانے کے علماء میں بہت بڑا حق گو انسان سمجھتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں حق گوئی اگر اس زمانے میں کسی کو سیکھنا ہے تو حضرت علامہ مفتی تطہیر احمد صاحب قبلہ سے سیکھے۔ انھوں نے کبھی کسی موسم کا لحاظ نہیں کیا، کسی معاشرے کو نہیں دیکھا۔ اور انھوں نے اگر مسلک اعلیٰ حضرت کا نام لیا ہے تو مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے، اچھے اور حقیقی پہلو کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح تصویر پیش کی ہے۔

محقق رضویات

علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

برہان شریف، ضلع اٹک، پنجاب، پاکستان

مصلح قوم وملت علامہ مفتی تطہیر احمد رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ کی

ساری زندگی جہد مسلسل سے عبارت ہے۔ آپ نے مدرسہ خلیل العلوم سنبھل میں کچھ درجے پڑھے۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں کچھ عرصہ اکتساب فیض کیا۔ اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور سے 1979ء میں درس نظامی کی تکمیل فرمائی۔ عرس حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر آپ کی دستار بندی ہوئی۔

آپ کے مشاہیر اساتذہ کرام میں بحر العلوم علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ القرآن علامہ عبداللہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ، صدر العلماء مولانا تحسین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، استاذ العلماء علامہ مناظر حسین سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ سید عارف بہرائچی دامت برکاتہم العالیہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

آپ نے جہاد بالقلم کے محاذ پر خوب جولانیاں دکھائی ہیں۔ آپ کا قلم معاشرے کی تطہیر کے لیے وقف ہے۔ آپ نے روز مرہ کے مسائل پر قلم اٹھایا اور معاشرے کو ان کا نہایت آسان حل بتایا۔ آپ کی ساری زندگی تعلیمات رضا جو اصل میں راہ ورسم منزل ہے، پر پہرہ دیتے ہوئے گزری ہے۔ اس پر آپ کی کتابیں شاہد و ناطق ہیں۔ مثلاً چند کتابوں: غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح، آؤ دین پر چلیں، تقلید شخصی ضروری ہے، تصوف قرآن وحدیث کی روشنی میں، محرم میں کیا جائز اور کیا ناجائز، شادی بیاہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات، مزارات پر حاضری اور مسائل میت وغیرہ کے ناموں ہی سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

1985ء میں سرکار مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے۔ تاج

الشریعہ علامہ اختر رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، صدر العلماء علامہ تحسین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور رفیقِ ملت الحاج سید نجیب حیدر نوری مارہروی مدظلہ النورانی سے آپ کو خلافت و اجازت حاصل ہے۔ آپ نے پندرہ سال تک مختلف مدارس میں تدریسی فرائض سرانجام دیئے۔ سینتیس سال سے ملک و بیرون ملک میں وعظ و تقریر فرما رہے ہیں۔ عجز و انکساری، ایفائے عہد، بدمذہبوں سے نفرت، پابندی نماز، ذوقِ تلاوت، اور صبر و قناعت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے احوال و آثار دیکھیں تو قرون اولیٰ کے بزرگوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کا سایہ ہم پر دراز فرمائے آمین۔

ممتاز العلماء ،محقق دوراں

حضرت علامہ مفتی اشتیاق القادری دام ظلہ

مفتی اعظم، دہلی

حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب قبلہ اپنی متعدّد خوبیوں اور گوناگوں صفاتِ محمودہ کے سبب محسود الاقران ہیں۔ اسی لیے ان کے کچھ معاصرین نے چند کرائے کے خردماغ و بدعقل ٹٹوان کے خلاف کام پر لگا رکھے ہیں جو حضرت کی عبارات میں قطع و برید، تحریف و تبدیل اور ترمیم و تفسیخ کی گھناؤنی حرکتیں کرتے رہتے ہیں اور صاف و بے غبار عبارت کو سادہ لوحوں کے لیے مغلق و مبہم یا مشکوک و متہم بنا دیتے ہیں۔

قٰتَلَہُمُ اللّٰہُ ۚ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ۳۰ . . (التوبۃ: ۳۰)

مگر جہل و دجل کے سہارے تیار کردہ عمارت تارِ عنکبوت سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہے۔ اسی لیے عفاریت وطواغیت کے ہزار شور و غوغا مچانے کے باوجود چراغِ تطہیر بادِ صرصر کے تھپیڑوں اور سرکش طوفان کے جھکڑوں کی زد پر نہ صرف روشن و تاباں ہے بلکہ صدہا گم شگشتگان راہ کو ضیاء و نور فراہم کر کے انہیں شاہراہ علم و عرفان سے مسلسل آشنا کر رہا ہے۔فجعله الله سبحانه و تعالى صرحا رفيعا و حرزا منيعا للإسلام والمسلمين مدي الزمان۔

حضرت علامہ مفتی محمد قاسم نعیمی

کاشی پور، اتراکھنڈ

تاج الاتقیاء، زبدۃ الاذکیاء، حامل شریعت، پیر طریقت، یادگار اسلاف، برہان اخلاف، عالم باعمل، پیکر زہد و اتقاء، مصلح قوم ملت حضرت العلام الشاہ مولانا مفتی تطہیر احمد صاحب رضوی دام بالمفاخر والمعالی اہل سنت کے عظیم عالم دین، عاشق رسول، عارف حق آگاہ ہیں۔ آپ نے ہمیشہ عشق رسول اور اصلاح امت کا درس دیا اور لوگوں کو راہ ہدایت پر گامزن کرنے کی کوشش کی جس پر آپ کی کتابیں شاہد و عدل ہیں۔

اور آپ نے اہل سنت کے معتقدات و نظریات کا جس طرح قرآن و سنت کی روشنی میں تحفظ فرمایا ہے وہ آب زر سے لکھا جانے کے قابل ہے۔ بغیر کسی خوف و خطر کے آپ نے احقاق حق اور ابطال باطل کیا اور اہلسنت میں جو غلط فہمیاں واقع ہو گئیں تھی ان کی اصلاح فرما کر لوگوں کو صراط مستقیم پر لانے کی کوشش کی۔ اور عوام و خواص

سب کو صحیح آئینہ دکھایا جس کی بنا پر بے عمل افراد و اشخاص کو آپ سے چڑھ ہے۔

حضرت علامہ

مولانا انصار احمد مصباحی نعیمی

بانی تنظیم رہنمائے ملت، جلا لاڑپور، بھوجی پورہ ،بریلی شریف

دنیا میں بہت سے لوگ آئے لیکن اللہ نے علماء کو خاص مقام عطا کیا۔ان خاص میں بھی کچھ وہ ہیں جو علم کے ساتھ ساتھ ظاہر و باطن میں متقی ہیں۔انہیں خاص افراد میں ممدوح گرامی، مصلح قوم وملت، حضور مفتی تطہیر احمد رضوی صاحب ہیں۔آپ ایک خائف خدا، سچے عاشق رسول اور متصلب سنی عالم دین ہیں۔ویسے تو حضرت بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں لیکن حضرت کے حالات قول وفعل سفر و حضر سے ایک ایسی صفت کا پتہ چلتا ہے جس کو دیکھ کر اللہ والوں کی یاد آتی ہے۔وہ ہے خوف خدا و ذکر خدا جس سے عام لوگ تو دور ہیں ہی اور بہت سے خاص لوگ بھی۔بس اتنا کہ:

رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی
رہ گیا فلسفہ تلقین غزالی نہ رہی

حضرت کے ساتھ اپنی زندگی میں سے کبھی کچھ لمحات کو حضرت کی متبرک صحبت سے مشرف کرنے کا موقع ملتا ہے۔

☆☆☆

معمار ملت حضرت علامہ مولانا یونس چشتی

بانسواڑا ،راجستھان

حضرت علامہ مولانا مفتی تطہیر احمد رضوی مدظلہ العالی اہل سنت و جماعت کے نامور و معتبر عالم ہیں۔ میں نے بھی ان کی کافی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جو معتقدات اور نظریات اہل سنت کے بالکل مطابق ہیں۔ اور آپ کی کسر نفسی اور عاجزی وانکساری کا یہ عالم ہے کہ اگر کہیں لگتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے یا کوئی نشاندہی کرتا ہے تو رجوع کرنے میں فراخ دلی دکھاتے ہیں۔ اللہ ایسے عالم باعمل کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

حضرت علامہ مفتی مولانا خبیب القادری

مدناپور ،ضلع بریلی شریف

مصلح قوم و ملت، شیر رضویت، صوفی باصفا، استاذ العلماء، نمونہ اسلاف، حضرت علامہ مفتی تطہیر احمد صاحب رضوی مدظلہ العالی (دھونرہ، بریلی شریف، یوپی، بھارت) صحیح معنوں میں امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی نیابت کا نمونہ ہیں۔ آپ عالم اسلام میں محتاج تعارف نہیں۔ اور آپ کی خدمات خواہ تقریری ہوں یا تحریری ان سب سے تبلیغ دین، اشاعت شرع متین، خدمت خلق خدا، سنتوں پر عمل کی ترغیب اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استحکام ثابت و

ظاہر ہے۔ آپ عاشق رسول ﷺ، عاشق اہل بیت اور شیداء اعلیٰ حضرت اور غلام مفتی اعظم ہند ہیں۔ زہد و تقویٰ، پابند صوم و صلوۃ میں آپ بے مثل و بے نظیر ہیں۔

حضرت مولانا عارف رضا نعیمی

بانی: ہمدرد مسلم نعیمی کمیٹی ، ڈھکیا، مرادآباد

علامہ تطہیر احمد بریلوی صاحب قبلہ اہل سنت کی عظیم امانت اور رد بدعات و منکرات واہیات و خرافات میں آپ کی خدمات انمول ہیں۔ آپ عالم باعمل بھی ہیں۔ میں اپنے علم و یقین کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ مفتی تطہیر صاحب اپنے علم و تقویٰ، بصیرت و ذکاوت، خلوص و وفا، احقاق حق، ابطال باطل، عشق و وجدان کی لطافتوں، طہارتوں اور سعادتوں کے اعتبار سے یقیناً عصر حاضر میں اطراف و اکناف میں ممتاز ہیں۔ نیز آپ کی کتب معتقدات اہل سنت کے عین مطابق ہیں۔ جس طرح اپنے اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے معاشرے میں آئے دن جنم لینے والی اور پنپنے والی برائیوں کو ختم کرنے کی جو سعی کی ہے وہ خال خال ہی نظر آتی ہے۔ خدمات ملت کا درد آپ کی نس نس میں بھرا ہوا ہے۔ ملت کے لیے آپ کی بیقراریاں آنکھوں دیکھی ہیں۔ آپ سے چڑھ بے عمل افراد ہی کو ہے۔

مولانا محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی

کتاب ''دین کی بنیاد آسانی پر'' مجھے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ کتاب کے مصنف مصلح قوم و ملت، علامہ تطہیر احمد رضوی بریلوی حفظہ اللہ تعالیٰ ایک سنی عالم دین

ہیں۔ آپ نے اور بھی کئی کتابیں لکھی ہیں جن میں غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح، امام اور مقتدی اور درمیانی امت وغیرہ کافی مقبول ہوئیں۔ آپ جو لکھتے ہیں اس میں ایک خاص بات یہ نظر آتی ہے کہ وہ بہت عام فہم ہوتا ہے۔ آپ ان موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں جن کی عوام کو حال میں ضرورت ہے۔

آپ کی تحریر تو اپنی جگہ ہے اگر بات کریں آپ کی تقریر کی تو مجھے یاد ہے کہ فیس بک پر ایک مرتبہ میں نے ایک بدمذہب کی تحریر دیکھی جس میں اس نے لکھا تھا کہ اگر بریلویوں میں کسی کو واقعی تقریر کرنے کا حق حاصل ہے تو وہ مولانا تطہیر احمد رضوی صاحب ہیں۔ بتانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کی تقریر بھی موجودہ مقررین سے بالکل مختلف ہوتی ہے اور آپ کی تقریر سے وعظ کے مقاصد بدرجۂ اتم حاصل ہوتے ہیں۔

"دین کی بنیاد آسانی پر" آپ نے ایک ایسے موضوع پر لکھی ہے جس کی ضرورت بالکل واضح نظر آتی ہے۔ اس میں حالات زمانہ کے ساتھ بدلتے مسائل، فروعی اختلافات، مذاہب اربعہ میں ایک دوسرے پر عمل اور پھر اسی طرح کی دوسری باتوں اور مثالوں کو سامنے رکھ کر دین کے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے کہ اس میں صرف سختی نہیں بلکہ ایک دوسرا رخ نرمی اور رعایت کا بھی ہے۔ حضرت سفیان ثوری فرمایا: "علم در حقیقت ثقہ علمائے کرام سے حاصل ہونے والی رخصت کا نام ہے اور باقی رہا سختی کا معاملہ تو اسے ہر کوئی اچھی طرح جانتا ہے۔" (قوت القلوب)

اللہ تعالی کی بارگاہ میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور اسے مصنف اور ان کے متعلقین

کے لیے ذریعۂ نجات بنائے۔

مولانا ابو دجانہ آفاقی مجددی

الجامعۃ الاحمدیہ، احمد نگر ،قنوج، یو پی

دور حاضر میں جب کے علماء سوء کا بول بالا اور علماء آخرت کالعدم ہیں، توکل و قناعت جیسی عظیم صفات اب اہل علم کے درمیان ایک غیر متعارف شئ ہیں۔اسی طرح تقریریں اور تحریریں تو خوب وجود میں آ رہی ہیں لیکن لطافت و نورانیت نہ تقریروں میں نظر آتی ہے اور نہ ہی تحریروں میں۔اس کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ یہ دونوں کام اب صرف اور صرف حصول دنیا کے لیے ہو رہے ہیں۔

خطباء اپنی خطابت کے جوہر دکھانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں۔ نذرانے کی کمی بیشی پہ طرح طرح کے جھگڑے کرتے ہیں۔ تحریروں کا یہ حال ہے کہ آج تحریر کا مقصد صرف اور صرف قابلیت کا اظہار ہے۔حالات ایسے ہیں ہر طبقہ دین کے ساتھ دھوکہ کرنے میں مصروف ہے۔دین کو دنیا کے عوض میں فروخت کیا جارہا ہے۔گمراہی اپنے عروج پر ہے۔ جاہل نام نہاد صوفیاء اخلاص وعلم وعمل سے کورے اور بدعمل اہل علم دین کے نام پر اپنی دنیا بنانے میں لگے ہیں۔

کون ہے ایسے حالات میں جو امت کی صحیح رہنمائی کرے؟اپنی تحریر و تقریر اور کردار کے ذریعے صحیح اسلام و سنیت کو متعارف کرائے؟کون ہے جو مروجہ جلسوں اور جلوسوں کے نقصانات سے لوگوں کو آگاہ کرے؟اور ان کو صحیح طرق جلسے اور جلوس کی طرف عملی طور پر کھینچ کر لائے؟

لیکن ابھی شمع بجھی نہیں ہے۔ اور شمع دین نبی بجھ بھی کیسے سکتی ہے کہ ''جس کا حامی ہو خدا اس کو گرا سکتا ہے کون؟'' ابھی بھی کچھ عشاقان مصطفی اور مقتداء قوم ایسے ہیں کہ جو امت کی صحیح رہنمائی اور قیادت کر رہے ہیں۔ وہ خوش نصیب علماء حق جنہیں علماء آخرت کہا جا سکتا ہے ان علماء میں جو سر فہرست گنے جا سکتے ہیں ان میں ایک شخصیت مفکر قوم و ملت، آبروئے سنیت، پیکر اخلاص و محبت، داعیٔ اہل سنت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ تطہیر احمد صاحب قبلہ کی ہے جن کی ذات محتاج تعارف نہیں ہے۔ جن کی خدمتیں اظہر من الشمس ہیں۔ آپ خطابت کی دنیا میں اپنی مثال نہیں رکھتے۔ قوم کے ہمدرد علماء جو خطابت سے تعلق رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں آج کے مروجہ جلسوں سے فائدے کم اور نقصان زیادہ ہیں۔ مثلاً جو نمازی ہیں کبھی کبھی دیر تک جلسوں میں جاگنے کی وجہ سے ان کی فجر قضا ہو جاتی ہے اور یہ کتنا بڑا خسارہ ہے۔

اسے پیارے آقا کی اس حدیث سے سمجھا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فجر کی دو رکعت دنیا اور مافیھا یعنی جو کچھ دنیا میں ہے اس سے بہتر ہیں۔ ان نقصانات کو دیکھتے ہوئے آپ نے رات کے جلسوں سے ہی کنارہ کشی کر لی۔ جو کئی طرح سے ایک بڑا قدم ہے۔ اس سے آپ کے تقوے اور خوف خدا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور آپ کی تقریریں بھی سبحان اللہ ذکر خدا و رسول کی نرالی مثال پیش کرتی ہیں۔ اصلاح کا سنگم آپ کی تقریروں میں نظر آتا ہے۔ تحریر میں بھی آپ کا منفرد انداز ہے۔ جہاں تک اس فقیر نے دیکھا تو حضرت نے اپنی تحریر کی بنیاد ہی اصلاح کو بنایا ہے۔

واقعی جن موضوعات پر آج کتابوں کی ضرورت نہ صرف عوام بلکہ نو فارغ علماء کو بھی ہے ان پر آپ نے بہت ہی خوبصورت انداز میں قلم اٹھایا ہے۔ آپ نے بہت ہی منتخب موضوعات پر کتابیں تصنیف فرمائیں ہیں۔ چند کے نام کچھ یوں ہیں:

تقلید شخصی ضروری ہے: آج کا ہر ذی شعور سنی جانتا ہے کہ غیر مقلدین نے کس طرح تقلید پر طوفان بپا کر رکھا ہے۔ اور کتنے ہی نوجوان ان کے چنگل میں پھنس کر راہ راست سے بھٹک رہے ہیں۔ ان کے لیے یہ کتاب ایک عظیم رہبر و رہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔

غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح: آج کے دور میں غلط رسم و رواج نے اسلام کی اصلی شکل کو مجروح کیا ہے۔ اس لیے آپ نے یہ تحفہ ہم سنیوں کو دے کر صراط مستقیم کی رہنمائی فرمائی ہے۔

مزارات پر حاضری: یہ موضوع بھی بڑا اہم ہے کیونکہ آج کل تو ہم سنیوں نے مزارات اور اعراس کو فرائض و واجبات سے بھی اہم سمجھ رکھا ہے۔ جس کی وجہ سے گمراہ اور گمراہ گر ہم پر ہی طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں۔ حتی کہ ہمیں نعوذ باللہ مشرک تک بنا ڈالا۔ حضرت نے اس امر میں اہل سنت کی اصلاح کا دریا بہایا ہے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی کتب آپ نے تحریر فرمائیں ہیں۔

ہمارے مرشد گرامی حضور بحر العرفان امام الہدی مفتی آفاق احمد مجددی علیہ الرحمہ آپ کی بہت قدر فرماتے تھے۔ اور آپ ہی سے الجامعۃ الاحمدیہ السنیہ، قنوج میں ختم بخاری شریف کرواتے تھے، جو سلسلہ آج بھی الحمد للہ جاری ہے۔ فقیر نے بھی آپ

ہی سے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھی ہے۔ بہر حال حاصل یہ ہے کہ آج کے دور پر فتن میں ہمیں آپ جیسے رہبر ورہنما کی نہ صرف قدر کرنی چاہیے، بلکہ علماء کو آپ کی زندگی اور آپ کی فکر کو اپنی زندگی اور فکر بنانا چاہیے۔ آپ کی زندگی ہم سب کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ دراز فرمائے اور اہلسنت کو آپ کے مثل علماء عطا فرمائے۔

محمد نفیس احمد رضوی مصباحی

دار العلوم غوثیہ، نیوریاحسین پور، پیلی بھیت شریف

باسمہ تعالیٰ۔ منبع فیوض وبرکات، پاسبان ملت، ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، آبروئے سنیت، حضرت علامہ الحاج مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی کی شخصیت آج محتاج تعارف نہیں۔ آپ اپنے علم وعمل اور سیرت وکردار کے اعتبار سے ممتاز ترین اور مقدس ترین عالم دین ہیں۔ درس وتدریس، تصنیف وتالیف، وعظ وتقریر، اور پند ونصائح کی خیر وبرکت سے امت مسلمہ کو ہم کنار کرنے والے جلیل القدر علماء وفضلاء میں آپ کی ایک منفرد اور امتیازی شان ہے۔ آپ منہج کتاب وسنّت کے عین مطابق داعی الی اللہ، علوم دینیہ کے ماہر اور اخلاق حسنہ کی صفات سے آراستہ شخصیت ہیں۔ آپ کے علم وفن، زہد وتقویٰ اور خلوص وللّٰہیت کا چرچا ہر طرف سنائی دے رہا ہے۔

اپنے تو اپنے اغیار بھی آپ کے علم وفن، فضل وکمال اور عزت وشرف کے قائل ہیں۔ زیر نظر کتاب مسمّٰی بہ "تذکارِ تطہیر" میں جلیل القدر علماء وافاضل نے آپ

کی دینی و ملی اور علمی خدمات پر اپنے اپنے تاثرات قلمبند فرمائے ہیں۔ اس میں جتنی باتیں بیان کی گئی ہیں سب مبنی بر حق و صواب ہیں۔ میرے بعض احباب کا اصرار ہوا کہ میں بھی اس زمرۂ خیر میں ان کا شریک و سہیم بنوں۔

لیکن ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک؟'' میری علمی بساط کیا اور میری حیثیت کیا کہ میں ان کے محاسن و کمالات، ان کے دینی و ملی اور علمی خدمات پر کچھ لکھ سکوں؟ اس لیے کہ ''من آنم کہ من دانم'' مگر الأمر فوق الؤدب کے تحت چند سطور سپرد قلم کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ اس جذب و شوق کے ساتھ کہ جس طرح علماء و افاضل نے اپنی حیات مستعار کا قیمتی وقت اس کار عظیم پر مبذول کیا ہے۔ میں بھی اپنی چند سطروں کے ساتھ ان کے زمرۂ خیر میں شمار کیا جاؤں۔ جیسے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لیے بازار مصر میں ایک بڑھیا سوت کی اٹّی لیکر گئی تھی۔ لوگوں نے کہا بے وقوف تیرا منہ اور خریداریٔ حسن یوسف۔ آج تو لوگوں نے ان کو خریدنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے۔ خزانے کے منہ کھول دیے ہیں۔ وہ بولی: میں بھی جانتی ہوں مگر خریداروں کی فہرست میں اپنا نام درج کروانا مقصود ہے۔

عمدۃ المدرسین، سیّدی و سندی و استاذی، حضرت علامہ مولانا الحاج تطہیر احمد صاحب رضوی صاحب متعنا اللہ بطول حیاتہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو کسی عہدے یا تنظیم سے تعلق کی بنیاد پر عزّت پاتے ہیں۔ بلکہ آپ ان خوش نصیب عبقری شخصیات میں سے ہیں جن کے دم قدم سے ادارے عزّت پاتے ہیں۔ عہدے سرفراز ہوتے ہیں۔ علم و فن کی آبرو بڑھتی ہے۔ ملک قابل افتخار ہوتا ہے اور قوم کے

لیے وجہ صد نازش ہوتے ہیں۔آپ دین کی اشاعت، معاشرے کی تطہیر، ملت کی حنا بندی، اور بدمذہبیت کی روک تھام میں دن رات لگے رہتے ہیں۔آپ خود بھی باعمل ہیں اور دوسروں کو بھی باعمل بنانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ناموس رسالت کے تحفظ اور مذہب و ملت کے فروغ میں صرف ہوتا ہے۔ آپ نے درس و تدریس، تقریر و تحریر کے ذریعے پورے خلوص کے ساتھ خدمت دین کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا ہے۔ حصول زر کو مقصد زندگی نہیں بنایا۔آج بھی ملک کے طول و عرض میں آپ کی تقریریں ہوتی ہیں مگر کبھی بھی مقصد نذرانہ نہیں رہا۔بلکہ مسلمانوں کے عقیدے اور ان کے اعمال کی اصلاح مطلوب رہی۔اسی لیے آپ نے کبھی کسی سے نذرانہ نہ طے کیا، نہ مانگا۔بلکہ جو بھی دیا گیا اسے خاموشی سے رکھ لیا۔نہیں دیا تو کوئی شکوہ نہیں کیا۔آج کے دور میں ایسا خطیب باوقار ڈھونڈنے سے نظر نہیں آتا۔

یوں تو آپ شروع ہی سے پاک سیرت، نیک خصلت، نظیف عادت، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور خدمت دین کے جذبات سے سرشار ہیں۔بیشک آپ کی خلوت و جلوت اور رفتار و گفتار، سنّت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تفسیر ہے۔

میں حضرت کو اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ دارالعلوم غوثیہ، نیوریا حسین پور میں بحیثیت استاد و مدرس تدریسی خدمات پر مامور تھے۔ اس ناچیز (راقم الحروف) کو بھی ان کی صحبت بابرکت میں رہنے اور ان سے علمی استفادے کا خوب خوب موقع ملا۔آج اگر میں کسی لائق ہوں تو یہ بھی ان کے فیضان کرم کا صدقہ

ہے۔ دارالعلوم غوثیہ میں قیام کے دوران آپ بڑی جانفشانی، عرق ریزی، ذوق و شوق، اور محبّت قلبی کے ساتھ طلبہ کو درس دیا کرتے تھے اور تعلیم سے زیادہ طلبہ کی تربیت پر خاص توجہ دیتے۔

یہی وجہ ہے کہ آپ طلبہ کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو پند و نصائح کے بعد نظر انداز کر دیتے۔ لیکن اگر کوئی ایک وقت کی بھی نماز قضا کر دیتا تو اس پر گوشمالی ضرور فرماتے۔ چونکہ آپ خود بھی نمازوں کے بہت پابند تھے۔ سفر و حضر میں بھی نمازوں کی پوری پوری حفاظت فرماتے۔ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ کبھی آپ کی طبیعت ناساز ہو جاتی، بخار وغیرہ کا عارضہ پیش آجاتا اور سخت سردی پڑ رہی ہوتی تو آپ وضو کے لیے پانی گرم کرواتے۔ لیکن کسی بھی حال میں نمازیں قضا نہیں ہونے دیتے۔ بیشک آپکی خلوت و جلوت اور رفتار و گفتار سنّت مصطفیٰ کی عملی تفسیر ہے۔

علماء دین کا حق گو اور بے باک ہونا بھی ضروری ہے۔ علماء پر لازم ہے کہ باطل سے نہ ڈریں۔ اور بلا خوف لومۃ لائم حق کو بیان کریں۔ جس کے اندر یہ جوہر نہیں ہے وہ حقیقت میں وارث انبیاء کہلانے کا مستحق نہیں۔ مبدأ فیاض نے اس وصف سے بھی حضرت کو نوازا ہے۔ آپ نے بڑی بڑی طاقت رکھنے والے، بڑے بڑے پیروں اور بڑے بڑے دولت مندوں کی پرواہ کیے بغیر بہت سے مواقع پر بے باکی اور حق گوئی کی عظیم مثالیں پیش کی ہیں جس کی نظیر عصر حاضر کے علماء میں مثل عنقا ہے۔

حقیقت میں حق گوئی و بے باکی ان عالی ہمّت اور بلند حوصلہ رکھنے والے خدا ترس بندوں کا کام ہے جن کے قلوب خشیّت ربّانی سے لرزتے رہتے ہیں۔ اور دن

رات اللہ سے ڈرتے ہیں کہ کہیں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو اللہ کو ناپسند ہو۔ کہیں کوئی ایسا فعل نہ سرزد ہو جائے جو مرضیِ مولیٰ کے خلاف ہو۔ بس ایسے ہی لوگ حق گوئی و بے باکی کے فرض کو انجام دے سکتے ہیں۔

اس وقت مجھے اپنے دورِ طالب علمی کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب میں درجۂ ثانیہ میں تھا۔ اور سالانہ تحریری امتحان چل رہا تھا۔ کچھ پرچے امتحان کے مراحل سے گزر چکے تھے اور کچھ باقی تھے۔ کہ اچانک حضرت کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی۔ سر میں شدّت کا درد اٹھا اور بخار کی حرارت آن پہنچی۔ یہ مغرب و عشاء کا درمیانی وقت تھا۔ میں حضرت کی تیمارداری میں لگ گیا۔ یہاں تک کہ رات کے بارہ بج گئے۔ صبح ہدایۃ النّحو کا پرچہ تھا اور میں اس کی تیاری نہ کر سکا تھا۔ میں ذہنی طور پر بہت پریشان ہو رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کل کیا ہوگا۔ اسی تشویش و اضطراب کی حالت میں حضرت سے پوچھ بیٹھا کہ حضور کل کے پرچے میں کون کون سے سوالات ہوں گے؟ چوں کہ پرچہ حضرت ہی نے بنایا تھا، بس پھر کیا تھا آپ بہت زیادہ ناراض ہو گئے۔ اور حد درجہ اپنی برہمی کا اظہار فرمانے لگے۔

میں چپ چاپ بے حس و حرکت کھڑا رہا۔ جب ان کا غصہ قدرے کم ہوا تو انھوں نے مجھے اپنے قریب بلایا اور بڑی ملائمت و شفقت سے ارشاد فرمایا کہ تم نے جو پوچھا ہے وہ امانت و دیانت داری کے خلاف ہے۔ اگر بتا دوں تو میں خائن ٹھہروں گا اور خدا کا گنہگار بنوں گا۔ اور تمھارا نقصان یہ ہوگا کہ تم محنت ترک کر دوگے اور علم کی

بڑی دولت سے محروم رہ جاؤ گے۔ اس میں نہ میرا فائدہ ہے اور نہ تمھارا۔ بلکہ دنیا و عقبیٰ میں ہم دونوں کا نقصان ہے۔

حضرت کے ان ارشادات سے مجھے بڑی عبرت و نصیحت حاصل ہوئی اور یہ جاننے کو بھی ملا کہ جملہ محاسن و کمالات کے ساتھ بندے کا امین ہونا بھی ضروری ہے۔ کوئی اُس وقت تک حق کا پیغام درست طور پر دوسروں تک نہیں پہنچا سکتا اور نہ دین و ملّت کی صحیح خدمت کر سکتا ہے جب تک وہ امین نہ ہو۔

یہ قصہ لطیف اب بھی نا تمام ہے
جو کچھ ہوا بیان وہ آغاز باب تھا

توحید احمد خاں رضوی

مدرس جامعہ تحسینیہ ضیا ء العلوم، کانکر ٹولہ ،بریلی شریف

مصلحِ قوم حضرت علامہ تطہیر احمد صاحب اپنے نمایاں اوصاف کی بنا پر عوام و خواص میں یکساں مقبول ہیں۔ آپ کی ذات احقاق حق اور ابطال باطل کا بہترین نمونہ ہے۔ آپ کی تقاریر لفاظی اور بے جا مدح سرائی سے ہٹ کر اصلاح عوام پر مشتمل ہوتی ہیں۔ جو آپ کو دوسرے خطباء سے ممتاز کرتی ہیں۔ آپ جہاں غیروں کے رد میں بیان کرتے ہیں وہیں اپنوں کی اصلاح بھی بہترین انداز میں کرتے ہیں۔ جہاں آپ بد مذہبوں کی گمراہیت کو بے نقاب کرتے ہیں وہیں اہل سنت میں رائج غیر شرعی رسموں پر بھی اپنوں کی اصلاح کرتے ہیں۔

آپ نے تنقید کی پرواہ کیے بغیر مزاروں پر ہو رہی غیر شرعی حرکتوں، بے جا عقیدت میں شرعی احکام کو پس پشت ڈالنے والوں کا بھی تعلیمات اعلیٰ حضرت کی روشنی میں رد فرمایا۔ جس کے نتیجہ میں آپ کو طرح طرح کی غلیظ باتوں کا سامنا کرنا پڑا لیکن فضل خدا سے آپ کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی اور آپ اپنے مشن میں لگے رہے۔ اور مخالفت کرنے والوں کو اپنے کام سے جواب دیا۔

آپ کی تدریسی خدمات کا عرصہ بھی تقریبا پندرہ سال کو محیط ہے اور وعظ و تقریر کا سلسلہ بھی تقریبا چار دہائیاں پورا کر چکا ہے۔ آپ نے اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعہ پیغام اعلیٰ حضرت کو عام کیا ہے اور جذبات سے زیادہ اپنی عملی زندگی میں تعلیمات اعلیٰ حضرت کو اپنانے کی نصیحت کی ہے۔ آپ کی کتب کا مطالعہ کیا جائے تو ہر قاری پر یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ آپ نے جگہ جگہ اپنی کتب میں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو بیان کیا ہے۔

حضرت مولانا نازش مدنی صاحب کی یہ کاوش قابل تحسین ہے کہ وہ حضرت کی زندگی پر کتاب لکھ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو بہترین اجر عطا فرمائے اور ان کے علم و عمل میں خوب خوب برکتیں عطا فرمائے۔ نیز حضرت علامہ تطہیر احمد صاحب کا سایہ تمام سنیوں پر دراز فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

☆☆☆

مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی

چیرمین: تحریک علمائے ہند، جے پور

حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب بریلوی ہمارے عہد کے ان خوش بخت علما اور آئیڈیل لوگوں میں سے ایک ہیں جنھوں نے واضح طور پر پہلے اپنے آپ کو بدلا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے اپنی فکری جولانیوں، تحریری کاوشوں اور تقریری دردمندیوں سے ملت اسلامیہ ہند کو بدلنے کا بیڑا اٹھایا۔

دراصل ماضی قریب میں جانے کب سے ہمارے علما اور خطبا میں یہ رسم بد چل نکلی کہ ان کے قول وعمل میں نمایاں تضاد پیدا ہو گیا۔ بالخصوص براہ راست عوام کو مخاطب کرنے والے خطبا کے کردار وعمل میں کچھ ایسا تضاد پیدا ہوا کہ جتنا ان کے زور خطابت نے فائدہ نہیں پہنچایا تھا۔ اس سے کئی گناہ زیادہ ان کے ہلکے کردار نے گزند پہنچایا۔ اور ان گفتار کے غازیوں کی وجہ سے نہ صرف اسلامی اقدار مجروح ہوئیں بلکہ برے اخلاف کو دیکھ کر سچے اسلاف کی تاریخ بھی ذہنی طور پر مشکوک سی ہو کر رہ گئی۔

لیکن اللہ بھلا کرے اور عمر دراز فرمائے حضرت مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی کی جنھوں نے ایسے برے وقت میں اسلامی تبدیلی کی واضح تصویر پیش کی اور بلاخوف لومۃ لائم ایک بار پھر اپنے اسلاف بریلی شریف کی عظمت، علمائے حق کی حقانیت اور تقوی شعاری کی اثر انگیزی کے بیک وقت نمونے پیش کیے۔

حضرت مولانا مغربی یوپی کے جس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ عمومی ہند

میں اس کی دو پہچانیں تھیں:

- اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ سے تعلق کی بنیاد پر عموماً اس علاقے کو غیر معمولی مقبولیت اور یہاں کی وابستگی کو اہل سنت و الجماعت کے مابین ایک رہنما کی سی حیثیت حاصل تھی۔
- اس خطے میں گنگنا گنگنا کر خطابت کرنے والے علما کا ایک سلسلہ تھا جنھیں اس تعلق رضا کی بنیاد پر عوامی پذیرائی تو حاصل ہوئی لیکن ان کے اپنی قولی و عملی تضاد مزاجی نے انھیں اسلام کا سچا نمائندہ اور مؤثر رہنما بننے سے روکا۔

فقیر براہ راست کچھ ایسے علاقوں کی نشان دہی کر سکتا ہے جہاں کی سنیت کچھ ایسے ہی خطبا کے کردار و عمل سے بدگمان ہوئی اور آج وہ اغیار کے دام تزویر میں ہیں۔ شاید کسی بڑے سے بڑے گناہ کا خمیازہ اتنا خطرناک نہ ہو جتنا خطرناک کسی رہ نما سمجھے جانے والے والے برے کردار کی وجہ سے کسی کا اسلام و سنیت سے بدگمان ہونا ہے۔ لیکن اسے شومی قسمت کہا جائے گا کہ مذہبی دنیا میں اچھائیوں کا کریڈٹ لینے کا تو عام رواج ہے لیکن ٹھیک اسی وقت شعوری، غیر شعوری طور پر خود کردہ بدانجامیوں کا سہرا کوئی اپنے سر لینے کا روادار نہیں۔

ایک وقت تھا جب حضرت مولانا کا شمار بھی رسمی خطبا میں ہوا کرتا تھا لیکن شاید کاتب تقدیر نے ان کے حصے میں یہ خاص سعادت لکھ رکھی تھی جس کے آپ اس وقت پوری دھن کے ساتھ راہی ہیں۔ کسی کی زندگی میں یکایک غیر معمولی تبدیلیاں رو نما ہونا اور مقصد حیات کا ربانی شعور مل جانا قدرت کے خصوصی انعامات سے کم نہیں۔

ہوا یوں کہ آپ نے پوری جرأت مندی کے ساتھ رسمی خطابت سے دست کشی کرلی۔ اور پہلے جو جوہر خطابت حصول دنیا کا سبب بن چکا تھا اب آپ نے اسی ذوق خطابت اور جنبش قلم کو اپنی طرح پوری دردمندی کے ساتھ امت مسلمہ کو بیدار کرنے، نیک بنانے، راہ راست پر لانے اور محاسبہ خودی کی دعوت دینے کا ذریعہ بنالیا۔ الحمدللہ آپ کی ان مساعی جمیلہ نے امت کے اندر در آئی غیر شرعی روایات، معمولات، خرافات اور بدعات و منکرات کا زبردست قلع قمع کیا جس کے اثرات ہر دیدہ بینا محسوس نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے۔

ہر چند کہ یہ راستہ مادی اور معاشی طور پر آزمائشوں بھرا بھی تھا، دشوار گزار بھی، صبر آزما بھی اور مطعون و محسود بنانے والا بھی۔ لیکن اصول قدرت یہ ہے کہ جب مردان خدا ہمت رکھتے ہیں تو مدد خدا بڑھ کر ان کا کا دامن تھام لیتی ہے۔

جب آپ نے شبانہ جلسوں کی روش تبدیل کی تو رسمی جلسوں کے رسیا ناراض ہوئے۔ جب رسمی خطبا اور خواص کے اندر در آئی غیر شرعی حرکتوں پر تنبیہ کی تو شریعت اسلامیہ کے بنیادی ڈھانچوں سے ٹکرانے والی بیان بازیوں سے آپ کے خلاف ماحول سازی کی گئی۔ جب آپ کے اصلاحی بیانات کے ذریعے رسمی خطبا کساد بازاری کا شکار ہوئے تو آپ کو لعن طعن کا نشانہ بنایا گیا۔ لیکن جس طرح آپ نے تواصو بالحق کیا اسی طرح تواصو بالصبر کی بھی عملی مثال بن کر دکھایا۔ اور الحمدللہ آج اس انقلاب آفرینی میں آپ ایک مثالی حیثیت رکھتے ہیں۔ بڑھاپے کی تھکا دینے والی عمر میں بھی آپ اسی زاہدانہ اور مصلحانہ مزاج کے ساتھ کلمۃ الحق بلند کر رہے ہیں۔

آپ نے مذہبی جلسوں کو بلند بانگ نعروں کی جگہ کلمہ طیبہ کا ورد سکھایا۔ لنگروں کی جگہ کتابوں کا شوق دلایا۔ ہنگامہ خیزیوں کی بیچ مقصدیت دی اور جوش وخروش کی جگہ اصلاح خودی کی تحریک چھیڑی۔ قصہ گوئیوں کی دنیا سے نکالا اور ملت اسلامیہ کا درد انڈیلا۔ سستے داموں میں جنت کے ٹکٹ خریدنے کی خوش فہمیاں پالنے والوں کو میدان عمل کا جان کوش راہی بنایا۔ اور نذرانوں کے نام پر چلن پا چکی مہذب بھیک کو ایک بار پھر واقعی نذرانوں کی حیثیت سے متعارف کروایا جس سے علمائے ربانیین کی عظمت رفتہ کی بازیابی ممکن ہوئی۔

جبکہ ان تمام خدمات کے ساتھ ربانی مزاج یہ اپنائے رکھا کہ اپنی شناخت طول طویل القاب و آداب، لفظ علامہ اور حضرت و حضور جیسے اپنے حقیقی معانی چھوڑ چکے خیالی الفاظ سے پرہیز کرتے ہوئے صرف لفظ مولانا سے کروائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو مولانا بنا کر عمر خضر عطا فرمائے اور ملت اسلامیہ میں آپ کے امثال مزید کرے۔

مولانا نور محمد قادری

جامعہ خدیجہ، پورنپور، پیلی بھیت

مفکر ملت، ناصح قوم وملت، ناشر مسلک اعلیٰ حضرت، یادگار صوفیہ، حضرت مفتی تطہیر احمد صاحب رضوی دام ظلہ عالی گوناگوں اوصاف وکمالات کے جامع ہیں۔ درس و تدریس، فقہ و افتاء، تصنیف و تالیف، دعوت و ارشاد میں آپ کو مہارت تامہ

حاصل ہے۔آپ عبادت و ریاضت، زہد و ورع، تقویٰ و طہارت، شرافت وکرامت ،عفت و پاک دامنی، صبر و شکر، توکل و استغناء، ضبط و تحمل، خشوع و خضوع، خشیت الٰہی اور عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکر ہیں۔

آپ ہمیشہ قوم مسلم کی اصلاح کرنے کے لیے فکر مند رہتے ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر و تالیف کے ذریعے تعلیمات اعلیٰ حضرت اور فکر اعلیٰ حضرت کو گھر گھر پہچانے میں جو کوششیں کی ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ الحمد للہ میں بغیر کسی کے دباؤ اور بغیر چاپلوسی کے یہی کہتا ہوں کہ آپ بریلی اور اطراف کے علماء و مشائخ میں مسلک و تعلیمات اعلیٰ حضرت کے سچے نقیب اور ترجمان ہیں۔

آپ کی تقاریر اور تصانیف کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں خشیت الٰہی، عشق مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اور خود کو اللہ کا نیک بندہ بننے کی دعوت ملتی ہے۔ آپ کی تحریر کردہ کتابوں کی ایک خاص بات یہ ہے کہ عالم اور غیر عالم یعنی عوام سب کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔ ویسے تو دیگر مصنفین کی کتابیں بعد وصال مقبول ہوتی ہیں مگر آپ کی کتابوں کا وصف یہ ہے کہ آپ کی حیات ہی میں مقبول ہیں۔

خدائے رحمٰن عزوجل نے اپنے پاک قرآن میں مختلف مقامات پر نیکی کی دعوت کی جانب رغبت دلائی۔ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر 104 میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ لْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۱۰۴ ۔۔

ترجمۂ کنزالایمان: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں۔ اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "تفسیر نعیمی" میں مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر کے تحت رقم فرمایا::

اسلام میں تبلیغ بڑی اہم عبادت ہے، کہ تمام عبادتوں کا فائدہ خود اپنے کو (یعنی اپنی ذات کو) ہوتا ہے مگر تبلیغ کا فائدہ دوسروں کو بھی۔ لازِم (یعنی صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچانے والے عمل) سے متعدّی (ایسا عمل جو دوسروں کو بھی فائدہ دے وہ) افضل ہے۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوا:

بلغوا عنہ ولو آیۃ۔

ترجمہ: میری طرف سے پہنچادو اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔ (بخاری، حدیث:۳۴۶۱)

ایک دوسری حدیث پاک میں ہے:

اگر مسلمانوں نے تبلیغ چھوڑ دی تو ان پر ظالم بادشاہ مسلط ہوں گے، اور ان کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔ (روح المعانی، ج:۴، ص:۳۲۶)

الزہد الکبیر میں ہے:

کسی نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کہ بہترین بندہ کون ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا، صلہ رحمی (یعنی رشتے داروں کے ساتھ اچھا سلوک) کرنے والا، اچھی باتیں بتانے والا اور بُرائیوں سے روکنے والا۔ (ص: ۳۲۷ ،الرقم:۸۷۷)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا:

اے لوگو! بھلائی کا حکم دو، برائی سے منع کرو۔ تمھاری زندگی بخیر گزرے گی۔

حضرت مولائے کائنات، علی المرتضیٰ، شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرمایا کہ تبلیغ بہترین جہاد ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۳۱۶)

تاہم تبلیغ دین کی توفیق اللہ سب کو نہیں دیتا جو نیک اور مخلص ہوتے ہیں ان کو ہی توفیق ملتی ہے۔ حضور مصلح ملت نے معاشرے میں پھیلیں غیر شرعی رسومات اور اللہ کی وحدانیت اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کام کیا ہے لائق تحسین اور لائق مبارکباد ہے۔ یہ سب آپ کے خلوص اور تقویٰ وطہارت و شرافت کا ثمرہ ہے۔

میں بارگاہ خدا بندی میں دعا گو ہوں کہ اللہ آپ کی تمام تر دینی، ملی، سماجی خدمات کو قبول فرمائے۔ اور آپ کے صدقے ہمیں بھی دین متین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

—

فردین احمد خاں فردین رضوی

BCA، کھنڈیلوال کالج، روہیل کھنڈ یونیورسٹی،

ریسرچ اسکالر ، اسلامیات، استشراقیات و استغرابیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تبارک و تعالی نے اپنے فضل بے کراں سے گم کردہ راہ انسانیت کو راہ راست کی طرف بلانے کے مشن کے ساتھ انسانوں میں سے نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ انبیا کی ذات اپنے وقت و عصر میں سرچشمۂ ہدایت رہی اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک

آخری نبی آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔ اور انبیاء کا سلسلہ آپ پر موقوف ہو گیا۔ اب کوئی نیا نبی نہیں آے گا۔ اور کوئی نئی شریعت نافذ نہیں ہوگی۔

چوں کہ نبیوں کا سلسلہ موقوف ہو چکا۔ انسانیت کو فلاح و نجات کا راستہ بتانے کی ذمہ داری اس ملت کے علما کے سپرد کی گئی۔ اور انہیں ورثۃ الانبیاء کی خلعت سے نوازا گیا۔ علماے کرام کی فضیلت خود قرآن سے ثابت ہے۔ علم والوں کے فضائل سے احادیث مبارکہ کا دامن مملو نظر آتا ہے۔ مگر اسی کے ساتھ علما کی ذمہ داری بھی بہت عظیم ہے۔ راہ حق کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ علما کے لیے لازم ہے کہ وہ وقت میں اٹھنے والے فتنوں کا جواب دیں۔ اعتدال کے راستے کو واشگاف کریں۔ اور قوم کو افراط و تفریط سے حفاظت فراہم کریں۔

چودھویں صدی ہجری میں چرخِ کہن نے ایک ایسی ہی نابغۂ روز گار ہستی کے روز و شب کا مشاہدہ کیا۔ جنہیں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ آپ کی ذات نے مسند مجددیت کے تمام فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیا۔ اور جہاں سر کوبیٔ باطل کے کارنامے انجام دئیے۔ تو وہیں قوم و ملت کی اصلاح اور رد بدعات و منکرات میں بھی اپنا بیش قیمتی حصہ ادا فرمایا۔ آپ نے تن تنہا اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر امت کی رہ نمائی کا وہ کار منصبی کر دکھایا جس کے لیے رہتی دنیا تک انسانیت آپ کی شکر گزار رہے گی۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات یقیناً منبع ہزار فیوض و برکات ہے۔ آپ کے

فتاوی میں وہ تحقیقات نادرہ موجود ہیں جنہیں دیکھ کر اہل علم کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ مگر اس بات سے بھی انکار نہیں کہ آپ کی وفات کو سو سے زائد سال گزر چکے ہیں۔ اس وقت جو زبان و اسلوب استعمال کیا جاتا تھا آج ویسا نہیں ہے۔ پھر آپ نے جن عالمانہ فاضلانہ اصطلاحات و ترکیبات کا استعمال کیا انہیں سمجھنا جز اہل علم کے کسی کے بس کی بات نہیں۔ بلکہ مشاہدہ تو یہ کہتا ہے کہ جب تک فقہ و افتا کے اسرار و رموز میں اچھا خاصا درک نہ حاصل ہو جائے، فتاویٰ رضویہ کو پڑھنا اور کما حقہ سمجھنا ایک خوابِ محض ہے۔

لیکن یہ بات بھی بالکل حقیقت ہے کہ امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تعلیمات ہر خاص و عام کی ضرورت ہیں۔ تو اس نتیجہ تک رسائی حاصل کرنا چنداں مشکل نہیں کہ ہمارے دور کی ایک اہم حاجت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کی کتب و رسائل کی تلخیص و تسہیل اور توضیح و تشریح آسان عام فہم انداز میں کی جائے۔ آپ کی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کے لیے انہیں خوب سے خوب عام فہم بنا کر پیش کیا جائے تاکہ ہر کس و ناکس آپ سے فائدہ حاصل کر سکے۔

اسی پس منظر کو دماغ میں بنائے رکھتے ہوئے ذرا میری آنکھوں سے اس خوش ترین ہستی کا نظارہ کریں جس نے اپنے وقت میں اسی فریضے کو بہ کمال اخلاص پورا کر دکھایا ہے۔ جی ہاں! میری مراد مصلح قوم و ملت، ناشر تعلیمات اعلیٰ حضرت، خطیب اہل سنت، نباضِ وقت، شناور مزاجِ ملت، حضرت علامہ مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی کی ذات بابرکات ہے۔ کہتے ہیں: خاطبوا الناس علی قدر عقولھم (لوگوں سے

ان کے فہم مطابق ہی بات کرو) اس مقولہ کو اگر متشکل و زندہ چلتا پھرتا دیکھنا چاہیں تو حضرت علامہ تطہیر صاحب کی تقاریر و تحریرات کو ملاحظہ فرمالیں۔ مدلل اتنی کہ ہر نظریہ کو پہلے میزانِ مسلک رضا پر تولتے ہیں۔ اور صرف اسی معیار پر کھرے اترنے والے کو شرف ترقیم بخشتے ہیں۔ اور آسان اتنی کہ ہر ادنیٰ سے ادنیٰ اردو خواں پر بار خاطر نہیں۔ اصلاح و وعظ کی منزلیں کتنی دقیق ہیں یہ تو اہل علم پر قطعاً مخفی نہیں۔ چند روز قبل ہی فقیر نے اسلامی دعوت کے اصول و ضوابط اور دور جدید کے متعلق ایک مقالہ تحریر کیا تھا۔ آج جب اس مقالے اور ان ضوابط کے تناظر میں حضرت علامہ صاحب قبلہ کی ذات کو دیکھتا ہوں تو ایک نباض وقت اور ملت شناس شخصیت ابھر کر آتی ہے۔ آپ کی گوں نہ گوں خدمات کا معائنہ کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی مثال گویا ایک حاذق طبیب کی سی ہے جسے فن طب میں بڑا درک حاصل ہے۔ جہاں مزاج ملت میں کچھ افراط و تفریط دیکھا فوراً قلم کی جولانی و فراوانی کے جواہر پارے فضا میں بکھیر دیئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس برائی کے جراثیم پر گویا سینی ٹائزر چھڑک دیا۔

اہل سنت میں رواج پا چکی غلط رسومات ہوں یا عوام کے ذہن میں رچ بس چکی غلط فہمیاں، ملت میں فروعی اختلافات کی صحیح شرعی حیثیت ہو یا دین قویم میں موجود آسانیوں کی نشاندہی، رد بدعات ہو یا اصلاح معاشرہ، الغرض یہ کہ اس طبیب حاذق کے شفاخانے میں آپ کو موجودہ وقت کے اکثر موضوعات سے متعلق شافی و کافی دوا مل جائے گی۔ دل کش اسلوب، ناصحانہ طرز گفتگو، آسان انداز، تحقیر و تذلیل سے گریز اور پر خلوص لہجہ یہ سب علامہ صاحب قبلہ کی ہر تقریر و تحریر میں آپ پا سکتے ہیں بلکہ یوں کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ آپ کے مزاج میں ہی یہ خوبیاں پنہاں و شایاں ہیں۔ اقبال کہتے

ہیں:

ہے وہی تیرے زمانے کا امامِ برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

انتہائی شادمانی و مسرت کا موقع ہے کہ آپ کی حیات و خدمات پر وافر روشنی ڈالنے کے لیے ایک بہترین صاحب قلم جناب نازش مدنی زید مجدہ نے خامہ فرسائی کا عزم کیا ہے۔ یہ خبر مجھے میرے دیرینہ دوست جناب ناظم رضا صاحب سے سننے کو ملی۔ آپ ہی کی فرمائش پر فقیر نے علامہ تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ کے متعلق چند ٹوٹے پھوٹے الفاظ پیش کر دیئے اس امید کے ساتھ کہ یہ کتاب بعون اللہ مفید خلائق ہو اور اسے علمی و ادبی حلقوں میں خوب پذیرائی ملے۔

ربنا تقبل منا إنک أنت السمیع العلیم و أصلح لنا فی أمورنا فأنت الرحمن الرحیم آمین یا رب العلمین ببرکۃ حبیبک محمد سید المرسلین علیہ و آلہ أفضل الصلوۃ و التسلیم۔

مولانا محمد شاہد القادری

جنرل سکریٹری: مجلس علماے اسلام، مغربی بنگال

بانی و سربراہ اعلیٰ:کلیۃ السیدۃ آمنہ للبنات، کلکتہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم، أمابعد:

اس خاک دان گیتی پر نسل انسانی کا سلسلہ دراز ہے۔ان میں سے کچھ افراد بامراد ہوتے ہیں جن کی تاریخیں لکھی جاتی ہیں اور وہ نیک نام ہوتے ہیں۔ان کی فکر میں جولانیت ہوتی ہے۔تدبر و حکمت کے شہنشاہ ہوتے ہیں۔انہیں ذوات عالیہ میں ایک نمایاں نام مصلح قوم و ملت، فکر و تدبر کے بے تاج بادشاہ، نمونۂ اسلاف، سچے خیالات و نظریات کے مبلغ، اعلیٰ کردار کے مصلح، خلیفۂ تاج الشریعہ، داعیٔ کبیر، حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد تطہیر رضا قادری برکاتی رضوی بریلوی کا ہے۔

آپ کی عبقریت بایں معنی نمایاں ہے کہ عقائد اہل سنت کی درستگی اور معاشرے کی پاکیزگی میں اصلاح پیدا کرنے کے لیے تحریر و تقریر کو ذرائع ابلاغ بنایا۔ہمارے اس دعوے پر حضرت قبلہ کی تصانیف جلیلہ دال ہیں۔اور مسلک اعلیٰ حضرت کی تشہیر و تبلیغ میں آپ کے کارنامے آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔اللہ تعالیٰ بطفیل سیدی ابرار صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مدظلہ العالی کو صحت و تندرستی عطا فرمائے۔آمین ،بجاہ سید المرسلین۔

مولانا سید غلام جیلانی صاحب مصباحی ازھری

تھانولہ (بلاری) ،ضلع مرادآباد

مصلح قوم و ملت حضرت علامہ مولانا مفتی تطہیر احمد بن منشی امیر احمد بن عبداللہ بن وزیر احمد ۸ رمضان المبارک ۱۳۷۸ھ کو دھونرہ بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔آپ ایک باصلاحیت عالم دین ہیں۔آپ کا شمار رواں صدی کے اکابر علمائے اہل سنت میں

ہوتا ہے۔آپ ایک خطیب مرتجل بھی ہیں۔آپ کی تقاریر و بیانات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ آپ حق گوئی سے قطعاً گریز نہیں فرماتے۔ مخاطب چاہے اپنا ہو یا بیگانہ۔آپ ''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا'' (فاطر :28) کے مصداق اور انبیاے کرام کے سچے وارثین میں سے ہیں۔

مصلح قوم و ملت کی پرہیز گاری

آپ فرائض و واجبات کی تکمیل کے ساتھ ساتھ نوافل و ذکر و دعا میں خوب مشغول رہتے ہیں۔گویا آپ کے اندر ''عبدی یتقرب إلي بالنوافل... إلخ)'' (بخاری:۶۵۰۲) کے نور کی شعاعیں نظر آتی ہیں۔آپ کے برادر اصغر حضرت علامہ مولانا تنظیف احمد مصباحی دام ظلہ النورانی کے پاس جس وقت میں زانوئے ادب طے کر رہا تھا ۔تب ایک موقع پر آپ نے فرمایا: کہ بھائی صاحب کبھی دیر رات میں جلسہ سے واپس آئیں اور فجر میں ایک دو گھنٹے باقی ہوں تو آرام نہیں کرتے۔ بلکہ عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ یہاں تک کے فجر کا وقت ہو جاتا ہے۔ آپ کا یہ خوبصورت عمل قرآن پاک کی اس آیت کی عکاسی کرتا نظر آتا ہے:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُہُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّہُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ۪ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰہُمْ یُنْفِقُوْنَ ۱۶ . . (سجدہ :16)

آپ کو لوگوں نے بارہا دیکھا ہے کہ آپ مسجد میں وقت سے کافی پہلے چلے جاتے ہیں اور ذکر و دعا میں مشغول رہتے ہیں۔گویا اس حدیث مبارکہ کے جلوے آپ

میں نظر آتے ہیں:

سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لا ظل إ لا ظله: الإمام العادل، شاب نشأ فى عبادة ربه، ورجل قلبه معلق فى المساجد... إلخ) (بخاری:٦٦٠)

اہل سنت و جماعت کی حقیقی تصویر کشی

اس میں دو رائے نہیں کہ فرق باطلہ ہمیشہ سے اہل سنت و جماعت کی غلط تشہیر کرتے رہے ہیں۔اور اس کے خلاف مختلف قسم کے پروپیگنڈے کرتے رہے ہیں۔اس پر فتن دور میں جن علماء نے اہل سنت و جماعت کی حقیقی تصویر کشی کی ہے ان میں حضرت کی ذات مبارک بھی ہے۔

میں نے حضرت میں ایک خاص بات ملاحظہ کی کہ آپ جواں سال علماء کی بحسن و خوبی حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ نیز قیمتی اور نایاب مشوروں سے بھی نوازتے ہیں۔آپ امت کا درد رکھنے والے ہیں۔

مصلح قوم و ملت کی تصنیفی خدمات

آپ کی خدمات تصنیفی و تالیفی میدان میں بھی نمایاں نظر آتی ہیں۔آپ نے امت کو جیسے ضرورت ہوئی ویسے ہی کتابی شکل میں تحفے سے نوازا۔آپ کی پہلی کتاب بنام ''غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح'' معرض وجود میں آئی۔ اور پھر یکے بعد دیگرے سلسلہ جاری وساری ہے۔آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔أسال الله المولى

عزّوجلّ أن يديمه ويبارك في عمره وعلمه ورزقه وأن يديم بركاته إلى أن يرث الله الأرض ومن عليها۔

حضرت مولانا توصیف رضا مصباحی صاحب

صدر: تنظیم رضاے الٰہی ،سنبھل

حضرت مفتی تطہیر صاحب قبلہ بلاشبہ عالم ربانی ہیں اور یقیناً انہوں نے دین و سنیت کی قابل تحسین خدمت انجام دی ہے۔ مفتی صاحب قبلہ کی کتابیں بڑی نفع بخش ہیں اور ان کتابوں کے مطالعے کے بعد عوام کا بڑا حصہ غلط فہمیوں کے دبیز اندھیروں سے نکل چکا ہے اور صراط مستقیم پر گامزن ہے۔

حضرت کی کتابیں آسان لب و لہجے میں ہوتی ہیں۔ کم خواندہ حضرات بھی بآسانی سمجھ کر پڑھ لیتے ہیں۔ کتابوں میں دلائل کے انبار ہوتے ہیں۔ مطلب یہ کہ لب ولہجہ آسان ہونے کے ساتھ باتیں بھی مضبوط ہوتی ہیں۔ کیونکہ کتابوں میں جو بھی لکھا جاتا ہے تو دلائل کا مکمل پاس ولحاظ کے بعد ہی لکھا جاتا ہے۔

مولانا محمد سلیم خان

گرام: مجھؤا احترام، فرید پور ،بریلی شریف، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

سن 1990ء کی بات ہے۔ میں مدرسہ الجامعۃ القادریہ، رچھا، ریلوے اسٹیشن

میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس وقت مصلح قوم وملت استاذ نا الکریم حضرت علامہ مولانا تطہیر احمد صاحب رضوی دام ظلہ العالی پڑھایا کرتے تھے۔ وہ بہت مشکل دور تھا ۔رات کو تقریر کرنا اور دن میں درس دینا۔ اس وقت شیخ سعدی شیرازی کی کتاب سے ایک حکایت پڑھائی جس کا مضمون یہ تھا کہ ایک بزرگ کئی میل پیدل چل کر بازار سے اپنے بچوں کے لیے آٹا خرید کر لائے۔ جب گٹھری کو کھول کر دیکھا تو اس میں چیونٹیاں نظر آئیں۔ تو آپ کے دل میں یہ خیال آیا کہ یہ اپنے بچوں سے جدا ہو جائیں گی۔ اور یہ تکلیف دینا ہی ہے۔ لہٰذا آپ پھر بازار واپس گئے۔ اور چیونٹیوں کو وہیں چھوڑ کر آئے۔ پھر گھر میں کھانا بنایا گیا اور بچوں نے کھایا۔ یعنی اس بزرگ نے اپنے بچوں کی بھوک برداشت کر لی لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو ذرہ برابر بھی تکلیف نہیں دی ۔

جب میں نے اس حکایت کو سنا تو میں نے دل میں سوچا کہ اب دنیا میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے ۔ لیکن چند دن کے بعد میں نے دیکھا کہ حضرت مغرب کی نماز کے بعد مطالعہ فرما رہے تھے کہ کمرے کے پیچھے کسی بچے نے کتے کو مار دیا اور وہ جنگل میں بھاگ گیا۔ حضرت نے جب یہ آواز سنی تو فوراً کتاب بند کر کے کمرے کے پیچھے تشریف لے گئے اور معلوم کیا کس نے اس کو مارا؟ لیکن کسی نے نہیں بتایا۔ آپ نے فرمایا: یہ اللہ کی مخلوق ہے۔ اور اس کی مخلوق کو ذرہ برابر تکلیف دینا گناہ کا کام ہے۔ اور آپ دیکھ کر افسوس کرتے رہے۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس طرح کے بندے آج بھی موجود ہیں۔

ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت تقریر فرما کر واپس تشریف لائے، مجھے اٹھایا۔ اور فرمایا: ''اب تم پڑھائی کرنے لگو اور جب اذان ہو مجھے جگا دینا''۔ اس وقت رات کے تین بج رہے تھے۔ میں حضور کے اسی کمرے میں رہتا تھا جس میں درسگاہ لگتی تھی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ میں اس وقت جاگا جب کہ جماعت ہو چکی تھی۔ میں نے حضرت کو بیدار کیا تو حضرت بہت زیادہ ناراض ہوئے۔ زندگی میں میں نے اتنی ناراضگی کبھی نہیں دیکھی۔ آپ بار بار اللہ سے توبہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے: اللہ نے اچھا کھانے کو دیا اور پہننے کو دیا لیکن پھر بھی ہم اس کا شکریہ ادا نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا: حضور جماعت نکل گئی ہے۔ لیکن فجر کا وقت اب بھی باقی ہے تو حضرت نے جماعت ثانی کرلی۔ بعد نماز فرمایا: ''جو ثواب جماعت اولیٰ میں ہے وہ جماعت ثانی میں نہیں ہے''۔

طالب علم ہونے کی حیثیت سے میری نظر حضرت کی زندگی پر رہتی تھی۔ میں نے کبھی بھی حضرت کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علی سلم سے ہٹتے نہیں دیکھا۔ آپ اپنے نیک عمل کو چھپانے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔ ایک مرتبہ صدرالمدرسین، علامہ مولانا حنیف صاحب مدظلہ العالی کی درس گاہ میں میں نے یہ معلوم کیا کہ کعبے کے امام کہاں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھاتے ہیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ بات مولانا تطہیر احمد صاحب سے معلوم کرلینا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور انہوں نے حج ادا کرلیا ہے؟ آپ نے فرمایا بہت پہلے۔ مجھے تعجب ہوا کہ یہ بات 6 دسمبر 1992ء کے بعد کی ہے جب کے آپ جامعہ رضویہ باقر گنج میں پڑھاتے تھے۔ 3 سال کا زمانہ گزر گیا میں مسلسل حضرت کی خدمت میں رہا کبھی آپ نے اپنے قول و فعل سے یہ ظاہر نہیں ہونے

دیا کہ میں حج بھی کر آیا ہوں۔

کبھی دوران پڑھائی 12 گھنٹے کے بعد چھٹی ہوجاتی تو حضرت فرماتے: ”آؤ میلاد شریف پڑھتے ہیں۔ بچوں کو نعت شریف سناتے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سنیں۔ اللہ ان تمام باتوں پر مجھے بھی عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے تمام اساتذہ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

باب پنجم

منظومات

منظوم تعارف تصانیف مصلح ملت

استاذ الشعراء جناب فارّوق نوری ،مدناپوری، بریلوی

یہ خدا کا بڑا خاص احسان ہے
یہ سعادت نہیں ہر کسی کے لیے
جن کو چاہے وہ اپنے کرم سے چنے
خدمت علم دین نبی کے لیے

یوں تو جینے کو دنیا میں جیتے ہے سب
سب کو دیتا نہیں ہے یہ توفیق رب
زندگی ہے حقیقت میں وہ زندگی
وقف ہوجائے جو بندگی کے لیے

سلسلے روپ فرقوں کا لینے لگے
سنی سنی ہی آپس میں لڑنے لگے
یا خدا بھیج مفتیٔ اعظم کوئی
دور حاضر کی بے رہروی کے لیے

وہ تو کہیے خدا کا ہوا یہ کرم
ورنہ رکتے نہ جانے کہاں جا کے ہم
شکل مولانا تطہیر میں مل گیا
ایک سہی رہنما رہبری کے لیے

آپ نے کیسی کیسی کتابیں لکھی
جن کو پڑھ لے تو نہ بھٹکے کوئی کبھی
ایک کا نام "درمیانی امت" بھی ہے
کار گر ہے جو ہر ایک امتی کے لیے

جو تھے ڈھل مل یقیں یا تذبذب میں تھے
اس کو پڑھ پڑھ کے وہ آگئے راہ پر
دوسرے رخ سے دیکھو تو قہر خدا
یہ ہے ہر رافضی خارجی کے لیے

کچھ توہم پرستی میں تھے مبتلا
آپ نے اس کا جب لے لیا جائزہ
تو لکھی پھر کتاب "غلط فہمیاں"
آپ نے قوم کی رہبری کے لیے

نجدیوں کے گلے کی جو ہڈی بنی
ایسی "تقلید شخصی" لکھی آپ نے
اور بھی ایک "حدیثوں کی ہے روشنی"
جو ہے ایمان کی روشنی کے لیے

پیروں ولیوں کے رستے پہ چلتے رہو
ذکر زیادہ سے زیادہ خدا کا کرو
پڑھ کے "ذکر خدا" دیکھیے تو ذرا
خاص کر یہ لکھی ہے اسی کے لیے

ایک رسالہ تصوف کے عنوان سے
جو ہے ثابت حدیث اور قرآن سے
رب کے ولیوں سے رکھتے ہیں جو دشمنی
یہ انھیں کی ہے گردن زنی کے لیے

مقتدی اور اماموں کے عنوان سے
بھی کتاب آپ کی ایک مشہور ہے
مشعل راہ ہے میری نظروں میں جو
ہر امام اور ہر مقتدی کے لیے

اولیاء کے مزارات کی حاضری
کا صحیح سے طریقہ بتایا ہمیں
کم سے کم ہو چار ہاتھ کا فاصلہ
آپ حاضر ہوں جب حاضری کے لیے

یاد ہر وقت پیارے خداکو کرو
یہ ہی ترغیب دی قوم کو آپ نے
زندگانی کا مقصد ہے ذکر خدا
جو ہے بے حد ضروری سبھی کے لیے

شادیوں کے رسومات بے جا نہ ہوں
اور اسراف بے جا سے بچتے رہیں
اس پہ بھی ایک رسالہ ہے باقاعدہ
آپ کا قوم کی رہبری کے لیے

بارہویں کے جلوس اور جلسوں پہ بھی
آپ نے خوب اچھا کیا تبصرہ
کیا محرم میں جائز ہے اور کیا غلط
یہ بھی بتلا دیا ہے سبھی کے لیے

مائکرو فون کی تیز آواز کو
بھی حدیثوں سے ثابت کیا ہے غلط
اسکا بھی دھیان رکھنا ہمیں چاہئے
اس کا نقصان بھی ہے سبھی کے لیے

شاعری کوئی فاروؔق آساں نہیں
میری کیا حیثیت ہے کہ کچھ لکھ سکوں
یہ بلا شک ہے فیضان احمد رضا
ورنہ منہ چاہیے شاعری کے لیے

اعلیٰ رنگ ہے تطہیر کا

استاذ الشعراء حضرت علامہ سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی

ہر نظر بہرِ ترقی ہر قدم تعمیر کا
فکر و فن میں کیسا اعلیٰ رنگ ہے تطہیر کا

جلوۂ فکر رضا سینے کے اندر موجزن
مستند ہے نقش ان کے علم کی تنویر کا

جگمگاتا چاند ہے یا ان کے الفاظ و حروف
روشنی سورج کی ہے یا نور ہے تقریر کا

مصطفیٰ کے عشق سے معمور ان کی زندگی
یہ حسیں جوہر ہے ان کی عزت و توقیر کا

ان کی سیرت لکھی ہے نازش مرادآبادی نے

خوشنما ہر پھول ہے اِس گلشنِ تحریر کا
ہر سطر حسنِ عقیدت کی گواہی دیتی ہے
خود ہی شیدا ہے مصور اِس حسیں تصویر کا

یا الٰہی حضرتِ تطہیر کو دے عمرِ خضر
فیض پائیں ہم سبھی اُس راہِ حق کے میر کا

اے فریدؔی اوج پائے میرے نازش کا قلم
پیکرِ الفاظ پر جامہ رہے تاثیر کا

تطہیر ملت آپ ہیں

علامہ محمد ابوالوفا رضوی غفرلہ

دارالعلوم اہل سنت حق الاسلام، لال گنج ،بستی ،متوطن: بھیرہ ولید پور، مئو

آبروئے فکروفن تطہیر ملت آپ ہیں
وارث فخر زمن تطہیر ملت آپ ہیں

قوم کی اصلاح میں مصروف صبح وشام ہیں
خادم دین حسن تطہیر ملت آپ ہیں

سن کے بہتوں نے قبول حق کیا تقریر کو
کس قدر شیریں دہن تطہیر ملت آپ ہیں

مصلح امت، خطیب اہل سنت بالیقیں
بول اٹھے اہل سنن تطہیر ملت آپ ہیں

دل میں الفت کو بساکر سرور کونین کی
یاد مولیٰ میں مگن تطہیر ملت آپ ہیں

اعلیٰ حضرت کا تصدق، مفتیٔ اعظم کا فیض
فکر استاذ زمن تطہیر ملت آپ ہیں

ہیں مضامین کتب بھی آپ کے درد آشنا
ملت بیضا کے دھن تطہیر ملت آپ ہیں

حضرت نازش کا ہے "تذکار" شاہد حرف حرف
انجمن در انجمن تطہیر ملت آپ ہیں

ہے وفاؔ رضوی میرے تاج الشریعہ کا کرم
بالیقیں جان سخن تطہیر ملت آپ ہیں

تابِ تخیل

۱۴۴۳ھ

تلمیذ وخلیفہ مفتی نانپارہ ،حضرت علامہ مفتی مشتاق احمد قادری عزیزی امجدی

استاد ومفتی :جامعہ اہل سنت صادق العلوم، شاہی مسجد، ناسک،

( ) مہاراشٹر

مصلح ملت [1] ہے شخصی خوبیوں کی کہکشاں
مندرج اس میں ہوا جو اس کا ہے واضح بیاں

نازشی افکار کے ہاتھوں کا یہ حسن نگار
بن گیا تاریخ میں توصیف کا اعلیٰ نشاں

مصلح ملت، مجاہد حضرت تطہیر ہیں
ان کے احسانات اور حسنات ہیں اس میں عیاں

(1) ”تذکار تطہیر“ کا نام پہلے ”مصلح ملت“ تجویز کیا گیا تھا۔ یہ نظم اسی وقت لکھی گئی تھی۔ اس لیے واضح رہے کہ اس نظم میں ”مصلح ملت“ سے مراد کتاب ”تذکار تطہیر“ ہے۔

تذکرہ ہر شخصیت کا ہوتا ہے تب ہی رقم
جب نویسندہ کا دل ہو اس کی الفت کا جہاں
ہر سطر قاری کو دے گی اس سعادت کا پتہ
کیا عقیدت مصلح ملت سے ہے ان میں نہاں

پہنچے گی کانوں تلک اب اس حقیقت کی صدا
محفل تحریر میں تحریر بھی ہے ایک زباں

قلم نازش اور نازش کی عقیدت کو سلام
کیسے کیسے ان کے اندر ہیں جواہر ضوفشاں

یہ سخی فکر ونظر تحریر بھی ان کی سخی
رہتا ہے ان کا قلم توصیف میں ہر دم رواں

مصلح ملت میں جلوہ بار ہیں فوز وفلاح
یعنی کہ اصلاح ملت کا ہے بحر کراں

جانبِ مشتاق سے تبریک کی سوغات ہے

خدمتِ نازش میں جو کہ آج ہیں صالح جواں

میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

استا ذ الشعراء،جناب فاروق نوری، مدناپوری، بریلوی

عالم باعمل مرشد باصفا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں
فٹ ہے جن پہ لقب مصلح قوم کا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

رب نے ان کو فصاحت بلاغت بھی دی
اور حق بات کہنے کی ہمت بھی دی
صاف کہتے ہیں جو بے جھجک برملا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

واعظین و خطیب و مقرر تمہیں
ایک سے ایک بڑھ کر ملیں گے مگر
سچ اگر پوچھئے نائب مصطفیٰ
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

ان کے اخلاص اور دینی خدمات سے
خوش ہیں مارہرہ کے اپنے سادات بھی
جن سے خوش تھے بہت شاہ اختر رضا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

حسن اخلاق بھی حسن کردار بھی
حسن تقریر تحریر و تدبیر بھی
حل جو مشکل سے مشکل کرے مسئلہ
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

جن کے قول و عمل سنیوں کے لیے
دور حاضر میں ہیں قابل پیروی
فضل مولیٰ سے اس دم بفیض رضا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

سنیوں کو تو سینے لگاتے ہیں یہ
دھجیاں نجدیوں کی اڑاتے ہیں یہ
پرتب مصطفیٰ عکس شیر رضا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

سنیوں کیلیے نرم دل اس قدر
جیسے سرکار مفتیٔ اعظم میرے
نجدیوں کیلیے جیسے شیر رضا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

مرشدی مفتیٔ اعظم ہند نے
نام سنتے ہی خود سبحان اللہ کہا
ان کے فیضان سے متقی پارسا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہے

آپ نے بدعقیدوں کارد بھی کیا
سنیوں کو بھی حد سے نہ بڑھنے دیا
دودھ سے جس نے پانی الگ کردیا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

خواہش اپنوں سے نہ رکھی انعام کی
فکر غیروں کے نہ طعن و دوشنام کی
جس نے سب کچھ خدا کے لیے ہی کیا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

یا خدا اس گناہ گار فاروق کے
تو زبان و قلم کو بچا جھوٹ سے
میں نے جو کچھ لکھا حق سمجھ کر لکھا
میری نظروں میں مولانا تطہیر ہیں

تطہیر ملت کا

نازش شعروسخن حضرت مولانا نثار احمد رضوی

زمانہ بھر میں ہے چرچا میرے تطہیر ملت کا
کوئی سمجھے گا کیا رتبہ میرے تطہیر ملت کا

ہے دیکھا جس نے بھی جلوہ میرے تطہیر ملت کا
وہ دل سے ہو گیا شیدا میرے تطہیر ملت کا

مقرر اور بھی اچھے سے اچھے پائے جاتے ہیں
مگر ہے دل نشیں خطبہ میرے تطہیر ملت کا

طفیل مصطفیٰ یا رب طفیل اولیاء یا رب
عطا کر یا خدا عطیہ میرے تطہیر ملت کا

یقیناً دیکھنے سے رب تعالیٰ یاد آئے گا
ہے ایسا پر کشش چہرہ میرے تطہیر ملت کا

جہاں میں علم و فن والے بہت دنیا میں ہیں لیکن
ہے ان سب سے الگ شہرہ میرے تطہیر ملت کا

میرے تطہیر ملت کی یہ عزوشان ہے لوگو
جواں بوڑھا ہے دیوانہ میرے تطہیر ملت کا

فرائض تو فرائض ہیں کبھی سنت کو نہ چھوڑیں
بہت مشہور ہے تقویٰ میرے تطہیر ملت کا

جہاں والے خدا و مصطفیٰ کو مان لے دل سے
یہی ہے قلب کا منشاء میرے تطہیر ملت کا

میرے شیخ گرامی کا پتہ کیا پوچھتے ہو تم
بہت مشہور ہے دھونرہ میرے تطہیر ملت کا

مردآبادی نازش نے کتنی جاں فشانی سے
لکھا ہے کیا حسیں قصہ میرے تطہیر ملت کا

نثارؔ قادری کی ہے تمنائے دل مرے مولیٰ
بروز حشر ہو سایہ میرے تطہیر ملت کا

ضمیمہ

''تذکار تطہیر'' پر علماء کے تأثرات

علامہ محمد ساجد رضا قادری رضوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال قلندر لاہوری نے اس شعر میں اس آیت کریمہ کی ترجمانی فرمائی ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ۱؎ وَ اِذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَہٗ ۚ وَ مَا لَہُمْ مِّنْ دُوْنِہٖ مِنْ وَّالٍ ۱۱ (رعد: ۱۱)

ترجمہ: بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل ڈالے۔ اور جب اللہ کسی قوم کو برے دن دکھانے کا ارادہ فرماتا ہے تو پھر اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور اللہ کے سوا ایسوں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہو سکتا۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں جب ہم گزشتہ ادوار پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ تذکرہ نویسی کے فن کا وجود ہندوستان میں اگرچہ موجود تھا مگر کسی بھی شخصیت کا تذکرہ اس وقت لکھا جاتا جب وصال فرما کر ان سے متعلقہ نسل بھی دنیا سے گزر چکی ہوتی تھی۔ یوں سینہ بہ سینہ، مدت مدید کے بعد روایت در روایت اپنی ذہانت کو بروئے کار لا کر جمع و ترتیب دیتے تھے۔ تب نسلیں متعارف ہوتیں کہ فلاں بزرگ بھی اپنی جگہ آپ آفتاب و ماہتاب تھے۔

لیکن پچھلی چند دہائیوں سے اہل سنت کے نوجوان اہل علم وقلم میں بیداری آئی ہے۔اور ایسی بیداری کہ باحیات علماء ومشائخ کی سوانح وتذکار لکھ کرامت کے حوالے فرمادیتے ہیں۔جوکہ نہ صرف نہایت معتبر ومعتمد ذرائع سے معلومات فراہم کرتے ہیں بلکہ خود صاحب تذکرہ سے بھی معلومات حاصل کرکے ترتیب دیتے ہیں۔بایں سبب ان میں بیان کردہ حالات وواقعات میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا۔

انہیں زندہ دل اور بیدار مغز علماء میں حضرت مولانا غلام سبحانی نازش مدنی، مرادآبادی کا شمار ہوتا ہے۔موصوف نوخیز عالم دین ہیں۔خوبیٔ صورت ومعنی سے آراستہ ہیں اور قلم میں پختگی کمال کو پہنچی ہوئی ہے۔درجنوں مضامین ملک وبیرون ممالک کے رسائل وجرائد کی زینت بن چکے ہیں اورایک تازہ کتاب ''تذکار تطہیر''بھی منصۂ شہود پر آنے کو بے قرار ہے۔

کتاب سافٹ کاپی کے فارمیٹ میں زینت نگاہ ہوئی۔ٹائٹل پیج خوبصورت اور جاذب نظر ہے۔مضامین بھی خوب سے خوب تر ہیں اور معلومات کے ذخیرے کا زیادہ تر حصہ خود صاحب تذکرہ مصلح امت، خطیب اہل سنت سے براہ راست حاصل کیا گیا ہے، جس سے کتاب ایک معتبر ماخذ کی صورت اختیار کرگئی۔

مصلح امت ،خطیب اہل سنت، حضرت علامہ مولانا محمد تطہیر احمد رضوی بریلوی مدظلہ العالی کا نام سب سے پہلے سن 2000ء میں سنا تھا، جب حقیر تحصیل علم کے لیے مدرسہ خلیل العلوم ،رائے ستی، سنبھل، مرادآباد میں مقیم تھا، وہاں پر تین چار تقریریں سنی تھیں۔اور ایک تقریر ان کی ویلکم ،دہلی کے قریبی محلے میں سنی تھی۔

طالب علمی کا زمانہ تھا، کن کن عناوین پر خطابت ہوئی تھی، نذر نسیاں ہو چکا ہے۔ البتہ اتنا ضرور خیال ہے کہ آپ کی تقریر و خطابت اصلاحی ہوتی تھی۔ یہ بات اس لیے یاد ہے کہ اہل علم کی زبان پر آپ کی اصلاحی تقریر و خطابت کے چرچے تھے، ہر طرف خطابت کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

پھر انہیں دنوں جب عرس رضوی، بریلی شریف جانا ہوا، تو آپ کے تصنیف کردہ چند رسائل بھی خریدے تھی۔ غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح، تقلید شخصی ضروری ہے، درمیانی امت، مزارات پر حاضری وغیرہ کتب پڑھیں۔ اپنی تقریر وخطابت کی طرح تصنیفات میں بھی مصلحانہ جذبہ ہی کار فرما ہے۔ یعنی تقریر ہو یا تحریر ہر دو طرح سے امت مسلمہ کی اصلاح کے لیے آپ اپنے آپ کو وقف فرما چکے ہیں۔

طبیعت اگرچہ صوفیانہ پائی مگر مزاج میں شدت کا داعیہ بھی ہے۔ یہ وہ داعیہ ہے جو کسی انسان میں اگر نہ پایا جائے تو وہ انسان مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اصلاح وتذکیر کا کام پایۂ تکمیل کو پہنچ سکتا ہے۔ یعنی ”وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ“ نہ ہو تو وَ ”الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ“ کا جلوہ ظہور میں نہیں آتا۔ اسی سبب سے آپ کی تحاریر میں کہیں کہیں مصلحانہ شدت بھی پائی جاتی ہے جو کہ بعض معاصرین کو اچھا نہیں لگتا۔ اس لیے سخت تنقید کے شکار ہوئے، لیکن اسی تنقید نے آپ کی شخصیت اور تحاریر کی اہمیت و مرتبے کی خبر دی ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ واقعی آپ مصلح ملت کے منصب پر فائز ہیں۔

کتاب ''تذکار تطہیر'' واقعی داد کے قابل ہے۔جناب مفتی نازش مدنی نے بڑے شستہ وسہل پرائے میں اپنے ممدوح کی زندگی کو پیش کیا ہے،اوراسے دائمی زندگی عطاکردی۔اللہ تعالی موصوف کی اس خدمت کو قبول انام فرمائے،اوران کے قلم میں قوت تاثیراور جاذبیت عطافرمائے۔اور خدمت دین کے جذبے کو فزوں تر فرمائے، اورکتاب کو مقبول انام فرمائے۔آمین جاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد ساجدرضاقادری رضوی

بانی:تحریک

فیضان لوح وقلم،کٹیہار،بہار

حضرت علامہ محمد ابوالوفا رضوی

دار العلوم اہل سنت حق الاسلام،مئو

اصلاح معاشرہ کے لیے داعیانہ افکار و نظریات کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ دعاۃ و مبلغین کی اعلیٰ سیرت اور بلندیٔ اخلاق و کردار سے ہی ایک اچھا معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ معاشرے سے جرائم، بے حیائی اور بری باتوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور پورے معاشرے میں امن و سکون کی خوشگوار فضا قائم ہوتی ہے۔

دین اسلام کا اصل مقصود اللہ رب العزت کی معرفت، اس کی رضا اور اس کے احکام کی تعمیل ہے۔ دعوت الی اللہ شاہراہ اسلام کی اصل منزل ہے۔ سارے پیغمبران عظام نے اسی ایک رب کی طرف بلایا۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی منزل کی نشاندہی ان پاکیزہ کلمات سے ارشاد فرمائی: هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ(یوسف: ۱۰۸)آپ کے بعد صحابہ، تابعین اور ائمۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی اسی کلمۂ حق کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔

اور اس طرح اسلام پورے شرق و غرب میں اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پھیلتا چلا گیا۔ اس طرح خیر القرون سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے۔ کل بھی اکابر محدثین اور فقہائے عظام نے اس پر پہرہ دیا اور آج بھی علمائے کرام کی ایک نورانی جماعت موجود ہے جو اس مقدس سلسلے کو برقرار رکھتے ہوئے دین متین کی خدمات میں

ہمہ تن مصروف ہے۔

انھیں داعیانہ افکار و نظریات کی حامل شخصیات میں ایک نمایاں نام تطہیر ملت، خطیب اہل سنت، حضرت علامہ مولانا مفتی تطہیر احمد قادری رضوی بریلوی دامت برکاتہم القدسیہ (دھونرا ٹانڈہ، ضلع بریلی شریف) کا بھی ہے جن کا کل سرمایۂ حیات تبلیغ دین کے لیے وقف ہے۔ حضرت تطہیر ملت کسی تعارف کے محتاج نہیں۔

آپ جماعت اہل سنت کے ایک معتبر اور ذمے دار عالم حق گو ہیں۔ درس وتدریس اور تصنیف و تالیف کے علاوہ بیعت وارشاد، تبلیغ وہدایت اور اصلاح اعمال وعقائد آپ کی زندگی کا نصب العین ہے۔ میری ابھی تک حضرت سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی ہے تاہم غائبانہ طور پر آپ کے اوصاف وکمالات سن سن کر حد درجہ متأثر ہوں۔

ہوا یوں کہ لاک ڈاؤن سے پہلے تک اپنے گاؤں بھیرہ ولید پور، مئو میں بنام جشن رحمت عالم جب سالانہ جلسے کا پروگرام طے ہوتا تو مقررین کے انتخاب اور ان سے تاریخ لینے کی ذمے داری مجھے سونپی جاتی۔ اس سلسلے میں میری ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ خطیب ایسا ہو جس کے گفتار وکردار دونوں مبلغ ہوں۔ چناں چہ ایک مرتبہ اس پروگرام کے لیے مجھے ایسے ہی خطیب کی تلاش تھی اور اپنے مدرسے میں ایک طالب علم سے جو بریلی شریف کا رہنے والا تھا ذکر کیا۔ تو اس نے پہلی ہی فرصت میں حضرت تطہیر ملت کا نام لیا اور ان کے اوصاف وکمالات بیان کیے۔ اور کہا کہ آپ ان کو ایک مرتبہ بلا لیجیے ان شاء اللہ خوش ہو جائیں گے اور مجھے دعائیں دیں گے۔ پھر کیا تھا اسی

طالب علم کو فوراً میں نے یہ ذمہ داری دے دی۔ اور کہا کہ کسی بھی طرح سے حضرت کی تاریخ حاصل کرو۔ عزیزم نے بریلی شریف حضرت سے رابطہ بھی کر لیا لیکن تاریخ خالی نہ مل سکی جس کا مجھے بے حد ملال ہوا۔

حضرت تطہیر ملت کا خطاب بڑا ہی مؤثر اور دل پذیر ہوا کرتا ہے۔ پروگراموں میں شرکت صرف اور صرف اللہ و رسول کی رضا کے لیے ہوتی ہے۔ آپ کے بصیرت افروز خطابات سے مردہ دل جلا پاتے ہیں اور بے عمل سچی توبہ کر کے نیک اور باعمل بن جاتے ہیں۔ فی زمانہ خطباء کی بہتات ہے لیکن مخلص اور باعمل خطباء تو ڈھونڈنے پر ملیں گے۔ انھیں کمیاب مبلغین و دعاۃ میں نمایاں نام حضرت تطہیر ملت کا بھی ہے۔

قابلِ مبارک باد ہیں قابل قدر عزیز واعز سعید و اسعد حضرت مولانا غلام سبحانی المتخلص بہ نازش مدنی مرادآبادی جنھوں نے حضرت تطہیر ملت کی حیات مبارکہ اور ان کی خدمات جلیلہ کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ میں نے آپ کی بھیجی ہوئی سافٹ کاپی کو جگہ جگہ سے مطالعہ کیا۔ کافی محظوظ ہوا۔ انداز تحریر نہایت سلیس اور رواں ہے۔ ممتاز اور اکابر علماء کے مضامین شامل کتاب ہیں۔ اس کے لیے مولانا موصوف نے بڑی تگ و دو کی ہے۔ ماشاء اللہ مولانا نازش مدنی مرادآبادی صاحب ایک جواں سال متحرک اور فعال عالم دین ہیں۔

آپ کو سن کر حیرت ہوگی اور خود مجھے بھی حیرت ہے کہ ابھی ۱۴۴۱ھ/۲۰۲۰ء لاک ڈاؤن کے دنوں میں فارغ التحصیل ہونے والا کم عمر مگر تجربے کار عالم دین کس قدر

ماہر اور ذمہ دار ہے۔ یہ تذکار تطہیر آپ کی پہلی کتاب نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی آپ دو کتابیں ''اثبات معمولات اہل سنت'' اور ''ملفوظات مفتیٔ اعظم راجستھان'' لکھ چکے ہیں جو عنقریب بزم مطالعہ کی نذر کی جائیں گی۔ علاوہ ازیں شوشل میڈیا پر بھی اپنے افکار وخیالات ''نازشیات'' کی ہیڈنگ کے ساتھ پوسٹ کرتے رہتے ہیں۔ بڑے کام کے آدمی ہیں۔ قلم وقرطاس سے مضبوط ربط ہے۔ شخصیات پر لکھنا پڑھنا آپ کی اولین ترجیحات میں سے ہے۔

''تذکرۂ علمائے بھیرہ ولید پور'' اور ''تذکرۂ صدرِ ملت'' کا اشتہار شوشل میڈیا کے توسط سے جب آپ نے دیکھا تو پہلی فرصت میں مجھے فون کرکے دونوں کتابیں آپ نے منگوائیں۔ اس سے پہلے میری آپ سے کوئی شناسائی نہیں تھی مگر اس کے بعد سے برابر رابطے میں ہیں۔ اس بات سے آپ کی قلم دوستی کا اندازہ ہوتا ہے۔ ''تذکار تطہیر'' بھی آپ کے اسی عمدہ ذوق وفکر کی اہم کاوش ہے۔ اللہ کرے یہ سلسلہ سدا برقرار رہے۔ تذکار تطہیر اور آپ کی دینی خدمات کے تمام منصوبے جلد تر تکمیل کو پہنچیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ أجمعین برحمتک یا أرحم الراحمین۔ آمین۔

محمد ابوالوفارضوی غفرلہ

دارالعلوم اہل سنت حق الاسلام، لال گنج، بستی، متوطن: بھیرہ ولید پور، مئو

۱۸جمادی الآخرہ ۱۴۴۳ھ/۲۲جنوری ۲۰۲۲ء

شہزادۂ شیر میوات مولانا محمد عارف رضا نیر الاشفاقی

جنرل سکریٹری، تحریک فروغ اسلام

ٹائیں، ضلع نوح، میوات، ہریانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم۔

حق ہے اسلاف کے پاکیزہ تذکرے ہمیں جینے کا حوصلہ بخشتے ہیں۔ ہر گام پر جدوجہد، سعیٔ پیہم و صبر و شکر کا درس دیتے ہیں۔ قوم جب روبہ زوال ہوتی ہے تو یہی پاکیزہ تذکرے مشعل راہ ثابت ہوتے ہیں۔ اسی فکر کی تطہیر کے تحت عزیزم مولوی غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی سلمہ الباری نے مفکر ملت قائد اہل سنت حضرت علامہ مفتی تطہیر احمد رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی سیرت پر ''تذکار تطہیر'' تصنیف فرما کر ایک اہم فریضہ انجام دیا۔ آئندہ مفکر ملت پر کام کرنے والوں کے لیے اس کتاب کی حیثیت ماخذ کی ہوگی۔ خدا کرے ''تذکار تطہیر'' ہمارے قلوب و اذہان کی تطہیر کا سامان ہو۔

مفکر ملت کی زندگی سراپا برکت ضرور محفوظ ہونی چاہیے تھی۔ آپ اسم بامسمیٰ ہیں۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں ہے، ریا کا شائبہ تک نہیں، آپ کی سادگی ہی آپ کا حسن ہے۔ اخلاق و کردار کے پیکرِ اتم ہیں۔ آپ کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہاں بزرگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ آپ نے اپنی تقاریر و تصانیف کے ذریعے عوام و خواص میں جو غلط

رسم ورواج رائج ہو چکے تھے انہیں ختم کرنے کی حتی الامکان کوششیں کیں اور کر رہے ہیں، جس کا خاطر خواہ فائدہ دیکھنے کو ملا اور مل رہا ہے۔ نہ جانے کتنے گمراہ افراد راہ راست پر آگئے۔ آپ کی زندگی مثالی ہے۔ آپ مسلک اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے علم بردار ہیں۔ اللہ رب العزت موصوف کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم دائم فرمائے، اور مصنف کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

محمد عارف رضا نیر الاشفاقی

جنرل

سکریٹری تحریک فروغ اسلام

ٹائیں، نوح، میوات

،ہریانہ

حضرت علامہ ازہر القادری

جامعہ اہل سنت امدادالعلوم ،سدھارتھ نگر ،یوپی

تعمیر ملت اوراصلاح امت کے حوالے سے کام کرنے والی شخصیات ہمیشہ زندہ رہیں ہیں اور رہیں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ اور بات ہے کہ ہماری جماعت اب بھی ''قدرے مردم بعد مردن'' پر عمل پیرا ہے۔ تاہم یہ عمل محبوب ترین نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ''قدر مردم قبل مردن'' پر عمل کیا جائے۔

زمانۂ قدیم سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ کوئی کتنا ہی قابلِ ذکر کیوں نہ ہو جب تک اس کی روح کا تعلق اس کے بدن سے رہا اس وقت تک اس کے محاسن و کمالات صفحات قرطاس پر نہیں آئے، الاماشاء اللہ۔ مگر روح کے قفس عنصری سے پرواز کرتے ہی اس کے قصائد، مناقب، محاسن، کمالات اور طرح طرح کے اوصاف منصۂ شہود پر آنے لگتے ہیں۔

اسی میں کچھ حق بہ جانب، کچھ جانب دار اور کچھ تو بے لگام ہو کر جو چاہتے ہیں وہ لکھ مارتے ہیں۔ اس لیے ان تمام اوصاف کا مجموعہ کتنا ہی ضخیم کیوں نہ ہو مأخذ کی حیثیت کو نہیں پہنچتا۔ آج بھی تذکار و تواریخ کی بے شمار کتابیں چیخ چلا کر یہ کہہ رہی ہیں کہ ہم ''بعد'' ہی کی قبیل سے ہیں۔ جن میں سے اکثر کا مطالعہ کرنے کے بعد نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ مبالغہ ہی نہیں بلکہ غلو کا شکار ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ ''قبل'' سے تعلق رکھنے والی کتابیں بھی حالات و کوائف کے تناظر میں تضادات سے پاک ہیں، کلی طور پر یہ کہنا بھی

بیجا ہو گا۔ اس لیے کہ فی زمانہ ہماری اکثریت ''حقیقت'' کو پس پشت ڈال کر ''عقیدت'' کا دامن تھام چکی ہے۔ نتیجتاً ایسے تذکار اور ایسی سیر و تواریخ پر مبنی کتابیں محل نظر ہو کر رہ گئیں ہیں۔ انھیں ایک تحقیق مزاج انسان قابل استناد تسلیم نہیں کرتا۔

تذکرہ نویس، مؤرخ اور سیرت نگار کو بہر حال ہمیشہ حق بہ جانب ہو کر غیر جانب دارانہ قلم چلانا چاہیے تاکہ کتاب منظر عام پر آنے کے بعد باعث ضحک نہ بنے اور قارئین آئندہ کی تحقیقات کے تجسس میں رہیں۔ کیوں کہ سیرت و سوانح کی درجنوں کتابیں پیش نظر ہیں جو مبالغہ آرائی اور غلو کی دنیا میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اور صرف یہی نہیں کہ اصحاب تذکرہ کے اوصاف و کمالات سے متعلق مبالغہ آرائی اور غلو سے کام لیا گیا ہے بلکہ تاریخی تناظر میں بھی وہ غیر ذمہ دارانہ کردار ادا کر رہی ہیں۔ تاہم ''قبل'' سے تعلق رکھنے والی کتابوں کے بارے میں یاوہ گوئی کے اندیشے کم رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ان پر حتی الامکان اصحاب تذکار کی نگاہیں بھی پڑی رہتی ہیں۔

پیش نظر مجموعہ ''تذکار تطہیر'' بھی قبل سے تعلق رکھنے والی کتابوں کی فہرست میں اچھے اوصاف کی حامل لائق تقلید کارنامہ ہے۔ جس کا تعلق مصلح ملت، خطیب اہل سنت، حضرت علامہ مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی کی حیات و خدمات سے ہے۔

بلاشبہ اس مرد مجاہد نے ہر موڑ پر اصلاح ملت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اس سلسلے میں غیر تو غیر ہیں اپنوں ہی نے اسے مشق ستم بنا ڈالا۔ اور اپنی کج فہمی کی بنیاد پر نہ جانے کیسی کیسی محاذ آرائیاں کیں۔ پھر بھی وہ مرد میداں کوہ ہمالہ کی طرح ڈٹا رہا۔ اس کے پائے ثبات میں لغزش تک نہ آئی۔ اور آج بھی وہ ملت کی صلاح و فلاح کے لیے

خوابوں میں بھی محل تعمیر کرتا رہتا ہے۔رب قدیر اس شجر ثمر بار کا سایہ اہل سنت و جماعت پر تادیر قائم رکھے۔آمین۔

قابل مبارک باد ہیں جواں سال قلم کار مولانا نازش مدنی مرادآبادی جنھوں نے حضرت موصوف کے چند اوراق حیات کو یک جا کر کے قارئین کی ضیافت طبع کا سامان فراہم کیا ہے۔ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں نے بھی شرف سعادت حاصل کیا ورنہ تو"چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔"رب قدیر مرتب موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین بجاہ حبیبہ سیدالمرسلین علیہ أفضل الصلوات وأکمل التسلیم۔

خیراندیش ازہرالقادری

خادم الطلبہ: جامعہ اہل سنت امدادالعلوم ،سدھارتھ نگر،یوپی

۷جمادی الاخریٰ ۱۴۴۳ھ/جنوری ۲۰۲۲ء سہ شنبہ

حضرت علامہ مولانا محمد فیضان رضا علیمی

مدیر اعلیٰ: سہ ماہی پیام بصیرت، سیتامڑھی

مبسملا و حامدا و مصلیا و مسلما

ہماری جماعت کے قلم کار علماء کی ایک عام عادت رہی ہے کہ جب ہمارے درمیان سے علماء و مشائخ رخصت ہوجاتے ہیں تب ان کی حیات و خدمات پر کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ اور ہر کوئی دُہار لگاتا ہے کہ حضرت کی زندگی میں ہی ان کے اوپر کام ہوجانا چاہیے تھا۔ ان کے قریب رہنے والوں نے دھیان نہیں دیا وغیرہ وغیرہ۔ اور جب وفات کے بعد کام کرنے کے لیے کوئی کمر کستا ہے تو اس کو مواد کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور جس عالم یا شیخ کی حیات و خدمات پر وہ کام کرنا چاہتا ہے اس کے قریب رہنے والے افراد یا اس کے بارے میں معلومات رکھنے والے لوگ اس کا تعاون کرنے سے کتراتے نظر آتے ہیں۔ ابھی بندۂ ناچیز خود ایک ایسے ہی مرحلے سے گزر رہا ہے۔

بہر حال عزیز القدر مولانا نازش مدنی مراد آبادی صاحب قبلہ بڑے مبارک بادی کے مستحق ہیں کہ انھوں نے دنیائے سنیت کے عظیم مبلغ و مصلح، داعیٔ اسلام حضرت مولانا مفتی تطہیر احمد رضوی بریلوی صاحب قبلہ اطال اللہ عمرہ کے جیتے جی ان کی حیات و خدمات کے روشن گوشوں کو یکجا کرنے کا کام کیا۔ مولانا موصوف نے اپنی اس کاوش

کا مسودہ فقیر کو پیش کیا اور کہا کہ اس پر آپ کچھ لکھ دیں۔ مصروفیات کے باعث پورا تو نہ پڑھ سکا کہ میری مصروفیت اور ان کی جلدی دونوں دامن گیر رہی۔

البتہ! کتاب کے چیدہ چیدہ اوراق اور ذیلی عنوانات کا سرسری طور پر مطالعہ کیا۔ کتاب خوب سے خوب تر ہے۔ بندۂ ناچیز نے اس کتاب کو اسلاف شناسی کا مظہر تصور کیا۔ اس کی مقبولیت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ مناظرِ اسلام، مبلغِ عصر حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود ایک مبسوط مقدمہ لکھ کر اس کتاب کو زینت بخش دی ہے۔

ہمارے نوجوان علماء کو چاہیے کہ وہ اپنے قریب اکابر علماء و مشائخ اور اپنے اکابر اساتذہ کی حیات و خدمات کو ان کے جیتے جی ہی قلم بند کر دیں تاکہ ان کے انتقال کے بعد ان کی شخصیات پر کام کرنے میں آسانی ہو سکے۔

مولانا تطہیر احمد رضوی بریلوی صاحب کی شخصیت دنیائے سنیت میں مسلم الثبوت ہے۔ آپ نے جہاں اہل ایمان کے عقائد و نظریات کی حفاظت وصیانت کے لیے کوششیں کی ہے وہیں ان کے اعمال و افعال کو معمولات اہل سنت پر لانے کے لیے بھی ایک عظیم مصلح و مربی جیسا کردار ادا کیا ہے۔ ان کی شخصیت کے بکھرے ہوئے گوشوں کو ضبط تحریر میں لانا بے حد ضروری تھا۔ جس کو عزیزم مولانا نازش مدنی عطاری صاحب نے پورا کیا ہے۔

اللہ پاک صاحبِ تذکرہ و صاحبِ کتاب دونوں کو خوب ترقی عطا کرے اور

دین متین کی خدمات تاحین حیات انجام دینے کی توفیق رفیق عطا کرے۔

محمد فیضان رضا علیمی
مدیر اعلیٰ: سہ ماہی پیام بصیرت،
سیتامڑھی
۲۸جمادی الاولی ۱۴۴۳ھ مطابق
۲جنوری۲۰۲۲ء

حضرت مولانا محمد عامر حسین مصباحی

اسلاف شناسی اور تذکرہ نویسی اچھی چیز ہے۔اس سے نئی نسلوں میں اسلاف کی روایتوں اور سیرتوں پر عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اکابر علماء کی محبت دلوں میں جاگزین ہوتی ہے۔اردو زبان وادب کے ماہر ادیب ڈاکٹر مہر محمد اعجاز صابر، پاکستان اردو شعراء کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کے فکری وفنی جائزے کے تحت خامہ لکھتے ہیں کہ اردو ادبی تنقیدی سرمائے میں تذکروں کی اہمیت مسلم ہے۔ان تذکروں کے ذریعے اس دور کی معاشرت اور زندگی کا نقشہ نظروں کے سامنے آنے کے ساتھ اس زمانے (جس زمانے کی تذکرہ نگاری ہو) کے معیار، اخلاق، طرز معاشرت اور تذکرہ نگاروں کے تحقیقی و تنقیدی شعور کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ان تذکروں کے مطالعے سے اس زمانے کے علمی وادبی حلقوں کی مصروفیات، رقابتوں، کش مکش، وضع داریوں، باہمی سلوک، روابط اور پسند و ناپسند کے معیارات کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔

اس لیے تذکرہ نگاری ضروری ہے۔ مگر تذکرہ نگاری کا رآمد اور زیادہ سود مند اس وقت ہوگی جب صاحب تذکرہ کی حیات ہی میں یہ کام ہوجائے تاکہ ان کی محنتوں، جفاکشیوں اور دینی و دنیوی خدمات کا دنیاوی طور پر ان کو صلہ مل جائے یا کام کا مزید جذبہ پیدا ہوجائے۔اور یہ بھی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ ان سے متعارف ہوکر ان کی

خدمات سے استفادہ حاصل کر سکیں۔ مگر زیادہ تر سوانحی خاکے یا تذکرہ نگاری صاحب تذکرہ کے بعد آتے ہیں اور بعد میں لوگ اس شخصیت سے متعارف ہوتے ہیں جب وہ دنیا سے جا چکے ہوتے ہیں۔ پھر تذکرہ پڑھ کر لوگ ان سے علمی تشنگی بجھانے اور استفادہ حاصل کرنے کے بجائے کف افسوس مل کر رہ جاتے ہیں۔

مگر فاضل نوجوان، بہترین ادیب و قلم کار حضرت مولانا نازش مدنی مراد آبادی نے اس کے برخلاف ایک بہترین کام کیا ہے کہ مصنف کتب کثیرہ مصلح قوم وملت حضرت علامہ مفتی تطہیر احمد رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی حیات وخدمات پر ان کی حیات ہی میں ایک وقیع اور جامع رسالہ تالیف فرمادیا ہے۔ یقیناً یہ ایک قابل تحسین قدم ہے۔ علامہ تطہیر احمد رضوی بریلوی نے نہایت ہی قلیل مدت میں بہت ساری کارآمد، مفید اور اصلاحی علمی کتابوں کی تصنیف فرمائی ہے۔ یوں تو سب کار آمد اور اصلاحی ہیں مگر ان میں ''غلط فہمیاں اور ان کی اصلاح'' اور ''حدیثوں کی روشنی'' یہ دونوں کتابیں بہت ہی نفع بخش ثابت ہوئی ہیں۔ علمی حلقوں میں بھی یہ دونوں کتابیں بہت ہی مقبول و معروف ہیں۔

علامہ تطہیر احمد رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی علمی دینی اور تصنیفی خدمات کی وجہ سے بہت پہلے سے پاک و ہند میں معروف ہیں مگر مولانا نازش مدنی مرادآبادی نے ان کا سوانحی خاکہ سپرد قرطاس کر کے مزید ان سے روشناس ہونے کا قارئین کو موقع فراہم کیا ہے۔ میں اس کاوش پر مولانا موصوف کو ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ مولیٰ عزوجل انھیں مزید اس طرح کی خدمات کی توفیق

مرحمت فرمائے۔آمین۔

محمد عامر حسین

مصباحی

رسول گنج عرف کوئلی،

مدیر : سہ ماہی پیام بصیرت،

سیتامڑھی

مولانا نفیس القادری امجدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس جہان خاکی میں اول امر ہی سے علمائے کرام و مشائخ عظام اور مصلحین قوم وملت کے کردار و کمالات، حیات و خدمات کو محفوظ کیا گیا ہے تاکہ آئینہ تاریخ میں ماضی کے عکس و نقش کا مشاہدہ حال و استقبال کو جان دار اور شاندار بنانے میں آنے والی نسل کے لیے معاون ہو۔ ہمارے باحیات اکابر علماء و مشائخ میں ایک عظیم شخصیت، مصلح قوم و امت، خطیب اہل سنت حضرت مولانا تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی ہے کہ جن کی حیات طیبہ کے شبانہ روز اصلاح امت، دعوت و تبلیغ، رشد و ہدایت کے کارناموں سے روشن و نمایاں نظر آتے ہیں۔

آج مؤرخہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۴ مارچ ۲۰۲۲ء بروز منگل کو ادیب شہیر حضرت مولانا غلام سبحانی نازش مدنی مرادآبادی نے ایک کتاب بنام ''تذکار تطہیر'' کا مسودہ ارسال کیا جو خطیب اہل سنت حضرت علامہ مولانا تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی حیات و خدمات پر مشتمل ایک عظیم شاہ کار ہے۔

عزیزم مولانا نازش مدنی مرادآبادی کے قلم سے تحریر کردہ مختلف عناوین پر مشتمل مضامین اکثر و بیشتر رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ مولانا موصوف کے مضامین کو پڑھ کر بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ موصوف ایک جید عالم و فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین قلم کار ہیں۔ خصوصاً شخصیات پر لکھنے کا حد درجہ

شغف ہے۔

آج کا حال تو یہ ہو گیا ہے کہ جب ہمارے اکابر علماء و مشائخ دنیا کو خیر آباد کہہ دیتے ہیں تب ہم لوگ ان شخصیات پر کچھ تحریر کرنے کے بارے میں سوچتے ہیں اور اسی وقت ہمارے درمیان سے کچھ آوازیں بلند ہوتیں ہیں کہ کچھ تحریری کام ہونا چاہیئے تھا جو ان کی حیات میں نہیں ہوا۔ یہ آوازیں کم و بیش قبل انتقال اور بعد انتقال برابر اٹھتی رہتی ہیں۔ اگر پہلے کام ہو گیا تو کہا جاتا ہے کہ پہلے ہی اپنی سوانح حیات لکھ لی یا لکھوالی۔ اگر نہیں لکھا تو کام نہیں ہوا۔ خیر ہر موقع پر آوازیں بلند ہوتیں ہیں اور تاقیامت ہوتی رہیں گی۔

الحمد للہ ارباب لوح و قلم کی تحریروں کے ذریعہ ہی خدا شناس شخصیات کی حیات و خدمات، زہد و تقوی سے روشناسی حاصل ہوتی ہے اور ان کی تعلیمات، ارشادات پڑھ کر ہی زندگی کو سنت نبوی کے سانچے میں ڈھالا جاسکتا ہے مولانا مدنی نے واقعی دنیاے سنیت کے عظیم مبلغ، خطیب اسلام حضرت علامہ مولانا محمد تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی حیات و خدمات کے روشن گوشوں کو جمع کر کے ایک عظیم الشان کارنامہ انجام دیا ہے۔ جب میں نے اس مسودے کو پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا اور ذہن و قلب پر حضرت مصلح قوم و ملت کی باصفا باکمال شخصیت کے نقوش مرتسم ہوتے گئے۔

بلاشبہ حضرت مولانا محمد تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی تقریر و تحریر تعلیمات اعلیٰ حضرت کی روشنی میں ہوتی ہے۔ اور آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے

سچے داعی و محافظ ہیں۔ بقول مولانا خالد ایوب مصباحی شیرانی صاحب:

"آپ نے اسی ذوق خطابت اور جنبش قلم کو اپنی طرح پوری دردمندی کے ساتھ امت مسلمہ کو بیدار کرنے، نیک بنانے، راہ راست پر لانے اور محاسبہ خودی کی دعوت دینے کا ذریعہ بنالیا۔ الحمدللہ آپ کی ان مساعی جمیلہ نے امت کے اندر در آئی غیر شرعی روایات، معمولات، خرافات اور بدعات و منکرات کا زبردست قلع قمع کیا جس کے اثرات ہر دیدہ بینا محسوس نگاہوں سے دیکھ سکتا ہے۔"

آپ ہی نے مذہبی جلسوں کو بلند بانگ نعروں کی جگہ کلمہ طیبہ پڑھنے کا ورد سکھایا، لنگروں کی جگہ کتابوں کا شوق دلایا۔ واقعی خطیب اہل سنت حضرت مولانا محمد تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ کی زندگی کا ہر گوشہ محبت خدا اور محبت رسول سے معمور ہے اور تحفظ عقائد دین وملت آپ کا اول فرض ہے۔

مولانا نازش مدنی صاحب نے حضرت کے ان تمام تر انمول گوشوں کو اس کتاب میں قلم بند کیا ہے۔ اللہ رب العزت جل جلالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں مولانا نازش مدنی کے علم وعمل میں برکت فرمائے اور حضرت مولانا محمد تطہیر احمد رضوی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو عمر خضر عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

محمد نفیس القادری امجدی

مدیر اعلیٰ سہ ماہی عرفان رضا، مرادآباد

صدر المدرسین جامعہ قادریہ مدینۃ العلوم موضع گلڑیا معافی ضلع مرادآباد، یوپی، الہند

ہماری مطبوعات

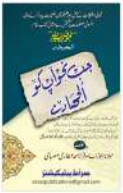

ضروری اطلاع

صراط پبلکیشنز کی مطبوعات کو پی ڈی ایف یا کسی اور شکل میں انٹرنیٹ، سوشل میڈیا، واٹس ایپ وغیرہ پر شیئر کرنے کی اجازت نہیں۔ پبلشر کی اجازت کے بغیر کہیں بھی شیئر کرنا شرعاً، قانوناً اور اخلاقاً جرم ہے۔

SIRAAT PUBLICATIONS

+919927187748 +919927187748

Siraat Publications Siraat Studio

siraatpublications@gmail.com